بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قرآن اور سائینس

مجموعہ مقالات نیشنل سمینار

ایڈیٹر

پروفیسر [ڈاکٹر] شاہ محمد وسیم

خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران، نئی دہلی، ہند

۲۰۰۸

قرآن اور سائنس

ایڈیٹر: پروفیسر شاہ محمد وسیم

پروجیکٹ مینیجر: ماجد احمدی

ت M کار: عائشہ فوزیہ

ناشر: مرکز تحقیقات

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

۱۸ تلک مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱

فون: 23383232-34، فیکس: 91-11-23387547

Email:newdelhi@icro.ir

Website: http://newdelhi.icro.ir

ISBN: 978-964-439-319-8

الہدیٰ انٹرنیشنل پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

Email:alhoda@icro.org

Website: www.al-hoda.org

فہرس&

دیباچہ

قرآن کلام اللہ ہے، اُس خالق کا کلام ہے جس نے ÏKl ن کو اشرف المخلوقات بنا کر خلق کیا اور اس کی رہبری کے لئے قوا 2 بھی بیان کئے اور ساتھ ہی تمام تفصیلات اور ان پہ عمل کے لئے عملی نمونوں بھی انتظام کیا۔ حدیہ $ و Ł رسولؐ نے رہبری کی ۔ ڈھتے + لتے زمانے میں تعلیمات اہلبیت اطہارؑ نے کامیابی کا مژدہ سنا یہ تعلمات و عمل جاری وساری ہوئے۔

قرآن کا اعلان ہے کہ Ÿ...>³ g æŸ¶³^³e <]Ÿ Êo Òj^h Úfnà (سورہ Å۱م آ،ہ $ ۵۹)اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر دور کے ÏKl ن کو ہر ہر شعبہ حیات سے متعلق حقائق کو سمجھنے کے لئے قرآن پہ غور وفکر کر* چاہئے ۔ قرآن حقائق کی ¶K ن دہی کر* ہے، دن ہو* رات * نی ہو کہ ہوا، معد*ت ہوں کہ موسم کا + لنا، آفتاب و ماہتاب کی /گردش ہو** . ران ،خلقت کا جوڑوں میں پیدا ہو* ہو* پہاڑوں کا میخوں کی طرح زمین میں /گ* ، * رحم مادر میں بچہ کی نشوÚ ،امن عالم ہو*. B و صلح ،عدل ہو ۔ اپنوں کے ساتھ اور دشمنوں کے ساتھ بھی ۔ اور سچی گواہی کا دینا چاہے خود اپنے خلاف ہو* والدین واعزاء کے خلاف، امیروں کے خلاف ہو* غریبوں کے، ظلم ہو* را & گوئی اور ا « ف، نیک Ž ہو اور را & کرداری غرضکہ حیات ÏKl نی سے متعلق تمام* . توں کا ذکر قرآن میں موجودہ ہے کہ یہ ÏKl ن کو ÏKl ن بنا* ہے۔ خلق: اسے محبت اور امن عالم کی ضما $ دیتا ہے* کہ ÏKl ن خالق کی بندگی کرے اور اسکے بندوں سے محبت۔

د* کے عظیم ماہرین نے قرآن کی تعلیمات کو افضل واعلیٰ * ہے۔ قرآن علم کو فوقیت » کر*

ہے اور غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ اس کا اعلان ہے [³Ê i ³j, áæ†e]ÏÌ†•á) %ó تم قرآن میں غور وفکر کیوں نہیں کرتے؟) آج زمانہ کو دقیق مسائل درپیش ہیں، انہیں حل کرنے کے لئے قرآن میں غور وفکر کر*· ہرا یـ کی ذمہ داری ہے کہ ہمیں مسائل کو حل کر کے بنی نوع Ki ن کو صلح و آشتی، امن و امان اور ہـ قی کی راہوں پہ لئے جا* ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ا یران، دہلی نو، نے ۲۰۰۴ء میں 'قرآن اور سائنس' کے موضوع پہ ا یـ قومی سمینار کا انعقاد کیا تھا، اس کے لئے میں سابق ڈا یکٹر، جناب جلال تملہ کا شکر· ادا کرتا ہوں اور ڈاکٹر اوصاف علی کا کہ انہوں نے سمینار کے انعقاد میں بھرپور تعاون کیا اور پہ وفیسر شاہ محمد وسیم کا، جنہوں نے مقالات کو‡ $ کیا۔

مجھے امید ہے کہ یہ مقالات دانشوروں، طلباء اور قرآنی تعلیمات میں دلچسپی ر p والوں کے لئے یکساں طور پہ مفید* $ ہوں گے۔

ڈاکٹر کریم نجفی
کلچرل کاؤنسلر
سفارت جمہوری اسلامی ا یران
نئی دہلی

پیش لفظ

آسمانی کتابوں میں ''قرآن حکیم'' کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ کتاب ǨI نی زۓ گی کا مکمل دستور العمل ہونے کے ساتھ ہی د* میں* پ ئے جانے والے تمام خشک و ت'' کا مخزن بھی ہے جس کے فیوض و. کات قائم ودائم ہیں اور جس سے ہر دور کا ǨI ن فا ۓ ہ اٹھا* رہے گا۔

اس جاد ۓ انی کتاب کی عظمت کے سلسلے میں حضرت علیؑ نہج البلاغہ میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''قرآن علماء کی تشنگی کو بجھانے والا، فقہاء کے دلوں کی بہار، نیکوکاروں کے لیے درمیانی راستہ اور ایسی دوا ہے جس میں شفا ہی شفا ہے اور ایسی ضیاء، جس میں ظلمت کا/ ' نہیں''۔[نہج البلاغہ]

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد/ امی ہے:

(کنز العمال، حد$ ۲۳۰۷) ЖäÞ æ• oßÆ Ÿæ å, Ãe †ÏÊŸ oßÆ á• †Ïö]ZZ

, ت جمہ: ''قرآن ایسا بیش قیمت سرمایہ ہے جس سے. ڈھ کر نہ کوئی دو } ہے نہ اس کے ہوتے ہوئے کسی طرح کا فقر ہے''۔

اس دو } سے زٓ یدہ سے زٓ یدہ استفادہ کرنے کی غرض سے خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ا, یران، نئی دہلی نے ۱۲-۱۳/مارچ ۲۰۰۴ء میں **''قرآن کریم اور سائنس''** کے موضوع, پ [دہلی میں]ا ی- قومی سمینار کا انعقاد کیا تھا۔

دور حاضر میں ''سائنس اور مذہب'' کے موضوع, پ ہر جا$ بحث ومباحثہ جاری ہے، ایسے میں اس سمینار کا انعقاد ا ی- اہم قدم ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسا ۓ ہ، محققین اور دانشور حضرات کے

ذریعہ پیش کیے گئے تحقیقی وا ×ا رمقالے ''قرآن حکیم میں سائنس'' کے متلاشیوں کے لئے مفید *$. ہونگے۔

قرآن مجید ہر Ķا ن کوغور وفکر کی دعوت دیتا ہے* کہ* یب گہور حاصل کیے جاسکیں۔ Ḍ ذیل * یت میں قرآن کریم ارشادفرما* ہے کہ:

☆ کیا وہ غور نہیں کرتے آسمانوں اور زمین کے کارخانۂ قدرت میں اوراُن چیزوں میں جواللہ نے پیدا کی ہیں۔(۷:۱۸۵)

☆بیشک زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کی آمدورفت میں اور کشتیوں [جہازوں] میں جولوگوں کوفا+ ہ کی چیزیں [تجارت کا مال وغیرہ] در* یں میں لے کر چلتے ہیں، اور* پنی میں جو: ا نے آسمان سے,. ستا یا پھراس سے زمین کومردہ [بے کار] ہونے کے بعد جلا* یں [شاداب کر* یں] اوراس میں ہرطرح کے جانور پھیلا دیئے، اور ہواؤں کے چلنے میں، اور* دل میں جو آسمان وزمین کے @ [: اکے حکم سے] گھرا رہتا ہے، [ان &* توں میں] عقل والوں کے لئے [,.ڈی,.ڈی] Ķ* ں ہیں۔(۲:۱۶۴)

☆اور جو کچھ رے ,. ے کی چیزیں پیدا کیں تمہارے لیے زمین میں، یقیناً اس میں Ķ نی ہے، ان کے لیے جوغور وفکر سے کام لیں۔(۱۶:۱۳)

ظاہراً قرآن حکیم سائنس وٹکنالوجی کی کتاب نہ ہوتے ہوئے بھی خلقتِ زمین و آسمان، روز و ش& کی آمدورفت، زمین میں رے ,. ے کی چیزوں کی پیداوار وغیرہ کی طرف اشارہ کرکے یہ بتا* ہے کہ ہمارا یہ دعوی ŸZZ... >33 g Ÿæ33^33e333 > Ÿ[Ê3o Ò3j h Ú3n3à XX E%3ç ...å [3Ã3^Ý •DQUä تمام نوع Ķا نی کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ہماری آیتوں میں غور وفکر کریں۔

امید ہے کہ ''قرآن کریم اور سائنس'' کے سمینار میں پیش کیے گئے مقالات کا یہ مجموعہ محققین، دانشوروں اور طلبا کے لئے مفید* $. ہوگا اور اسے قدر کے نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

ہم تمام مقالہ نگار حضرت کے شکر/ ارہیں جنہوں نے اس سمینار میں اپنے تحقیقی مقالے پیش

کیے۔ساتھ ہی میں اپنے سابق ہم منصب جناب جلال تملہ، جن کی سرپرستی میں یہ اہم سمینار منعقد ہوا تھا، کے علاوہ ڈاکٹر سید اوصاف علی صدر، مرا*ٔ ریخ طب و سائنس، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی، کا شکریہ ادا کر*ٔ ہوں کہ انہوں نے خوش اسلوبی سے سمینار کا انعقاد کرنے میں خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کو بھرپور تعاون *ڈیا۔ نیز میں جناب پروفیسر شاہ محمد وسیم کا مشکور ہوں جنہوں نے اس مجموعہ کو+ٔ $ کیا۔ساتھ ہی جناب مجید احمدی پروجیکٹ منیجر کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کر*ٔ ہوں۔

آ% میں* رگاہ: ا+ ی میں دعا ہے کہ ہم & کو قرآن کریم کے پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عنای$ فرمائے۔آمین

ڈاکٹر سید عبدالحمید ضیائی

ڈائریکٹر

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

نئی دہلی

ایڈیٹر کے قلم سے

زیرِ Ā مجموعہ ان مقالات پر مشتمل ہے جو ا یان کلچر ہاؤس، نئی دلی، میں ''قرآن اور سائینس'' کے موضوع پر منعقدہ سیمنار میں پیش کئے گئے تھے۔ قرآن تمام معنی ومطا] کو سموئے ہوئے وہ کتاب ہے جو ہر دور کے Ḱ ن سے یہ کہہ کر کہ [³Ê ¡ ³j ,³$ áæ†³ [³Ï†³]á)]Ý Â ³x³ ó Î ×ç h [Î Ë^ Ö ã^، مطالعہ اور غور وفکر کا تقاضہ کرتی ہے۔ قرآن کلام الٰہی ہے:

'جو سرا پا نور ہے، جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں۔ ایسا %چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی'۔ ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں لگائی جا سکتی۔ ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدھم نہیں پڑتی۔ وہ ایسا [حق وباطل میں] امتیاز کرنے والا ہے جس کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھول کر بیان کرنے والا ہے جس کے ستون منہدم نہیں کئے جا h ۔ وہ [سراسر] شفا ہے [کہ جس کے ہوتے ہوئے روحانی] بیماریوں کا کھٹکا نہیں۔ وہ سر تا سر عزت وغلبہ ہے، جس کے یارو مددگار شکست نہیں کھاتے۔ وہ [سراپا] حق ہے جس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے۔ وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے۔ اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام کا سنگِ بنیاد اور اس کی اساس ہے، حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر h ۔ وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی الچنے والے اسے خشک نہیں کر h ۔ وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا۔ وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی Ā سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا

قصد کرنے والے اس سے آگے نہیں h‘۔

اور یہ کہ:

’اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لئے سیرابی، فقیہوں کے دلوں کی بہار اور نیکوں کی راہگذر کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے۔ یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا نہیں۔ ایسی رسّی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں۔ ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہگاہ محفوظ ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو، اس کے لئے سرمایۂ عزت ہے۔ جو اس کی حدود میں داخل ہو، اس کے لئے پیغام صلح و امن ہے۔ جو اس کی پیروی کرے، اس کے لئے ہدایت ہے۔ جو اسے اپنی طرف نسبت دے، اس کے لئے حجت ہے۔ جو اس کی رو سے بات کرے، اس کے لئے دلیل و برہان ہے۔ جو اس کی بحث و مناظرہ کرے، اس کے لئے گواہ ہے۔ جو اسے حجت بنا کر پیش کرے، اس کے لئے فتح و کامرانی ہے۔ جو اس کا بار اٹھائے، یہ اس کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔ جو اس سے اپنا دستور العمل بنائے، اس کے لئے مرکب [تیز گام] ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لئے ایک واضح نشان ہے [جو ضلالت سے ٹکرانے کیلیئے] سلاح بند ہو، اس کے لئے سپر ہے۔ جو اس کی ہدایت کو یاد رکھے، اس کے لئے علم و دانش ہے۔ بیان کرنے والے کے لئے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لئے قطعی حکم ہے [حضرت علیؑ ، خطبہ نمبر ۱۹۶، نہج البلاغہ، احباب پبلشرس، لکھنؤ، ۱۹۸۲، صفحات ۶۲۶ - ۶۲۷]

حکومت عدل وانصاف کا قائم کرنا، زمین و آسمان، آفتاب و مہتاب اور دوسرے سیاروں کی خلقت ہوا اور انکا معمور پابند ہونا، ان کی خلقت اور غرض خلقت نباتات و جمادات کا پیدا کرنا، جانوروں، طیور اور حشرات الارض کا خلق کیا جانا اور معدنیات کے علاوہ دریا اور سمندر، ہوا اور پانی اور آگ میں پوشیدہ قوت و طاقت کا ہونا اور خلقت میں توازن کا ہونا، ان سب کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ ذہن انسانی کو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ارشاد ہوا ہے:

Ð× ì p„ ³$]ₒ ᵧ ấ†ᵢₙ , Î$õ • Ø0 o¥Â çâæ Ô ×Û³ö] å , ³ne p„ ³ö)Õ †³fi

[illegible]

[’’جس [: ا] کے قبضہ میں [سارے جہان کی *] دشاہت ہے۔ وہ .ٹ ی . ! والا
ہے اور وہ ہر چیز,پ قادر ہے، جس نے موت اور ‡ گی کو پیدا کیا* کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے
عمل میں & سے اچھا کون ہے؟ اور وہ غا) [اور] ,.ٹ ابخشنے والا ہے، جس نے سات آسمان
تلے او,پ بناڈالے، بھلا تجھے : ا کی آفرینش میں کوئی کسر Ã آتی ہے؟ تو پھر آ ç اٹھا کر دیکھ بھلا
تجھے کوئی شگاف Ã آ* ہے؟ پھر دو*. رہ آ ç اٹھا کر دیکھ تو [ہر*. رتیری] Ã* کام اور تھک ہار کر تیری
طرف پلٹ آئے گی۔ الملک ،آ* یت ا-۴]

[illegible]

[کیا ان لوگوں نے جو کفر کرتے ہیں اس* . ت,پ غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین دونوں
بستہ [بند] تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا [کھول*ے] اور ہم ہی نے ہر جا‡ ار چیز کو* پ نی سے پیدا
کیا، اس,پ بھی یہ لوگ ایمان نہ لا N گے۔ الانبیآء آ ۔ $: ۳۰]

[illegible]

[’’اور وہی وہ [قادر مطلق] ہے جس نے رات اور دن اور آفتاب و ماہتاب کو پیدا کیا
کہ & کے & ا ۔ آسمان میں تیر [چکر لگا] رہے ہیں‘‘۔ الC ء۔ آ ۔ $: ۳۳]

[illegible]

[’’کیا تم نے اس,پ غور نہیں کیا کہ : اہی نے آسمان سے* پ نی . سا* ۔ پھر اسکو زمین میں
چشمے بنا کر جاری کیا پھر اس کے ذریعہ سے ر َ- ., َ- [کے غلہ] کی کھیتی اگا* ہے پھر [وہ پکنے کے

بعد] سوکھ جاتی ہے......۔" الزمر آ $. :۲۱]

[" وہ وہی ہے جس نے تمہارے [فا+ ہ کے] واسطے زمین کو بچھو* بنا یا اور تمہارے لئے
اس میں راہیں نکالیں اور اسی نے آسمان سے* پنی ,. ستا یا پھر [: افرما* ہے کہ] ہم ہی نے اس
* پنی کے ذریعہ سے مختلف قسموں کےm** ت جوڑوں میں پیدا کیئے"۔طہٰ آ $. ۵۳]

[اور وہ وہی ہے جس نے زمین کو بچھا* یا اور اس میں [,. ڑے,. ڑے] اٹل پہاڑ اور در* یا
بنائے اور اس نے ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں پیدا کیں۔ وہی رات [کے پ دے] سے دن
کو ڈھک دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ غور وفکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں [قدرت
: ا کی] بہترین ¶K *س ہیں اور خود زمین میں [دیکھو] بہت سے ٹکڑے* ہم ملے ہوئے ہیں اور
انگور کے* غ اور کھیتی اور%موں کے در # کی ا ی-% اور دو شاخیں اور بعض اکیلا [ا ی- ہی شاخ
کا] حالا è & ا ی- ہ* پنی سے سینچے جاتے ہیں۔ اور پھلوں میں بعض کو بعض پ ہم* جیح دیتے
ہیں۔ بیشک جو لوگ عقل والے ہیں ان کے لئے اس میں [قدرت : ا کی] بہترین ¶K *س
ہیں"۔الرعد آ* یت ۳۔۴]

[''بے شک! آسمان اور زمین میں ایمان والوں کے لئے [قدرت : ا کی] بہت سی ¶K * ں ہیں اور تمہاری پیدائش میں [بھی] اور جن جانوروں کو وہ [زمین پ] پھیلا* رہتا ہے [ان میں بھی] یقین کرنے والوں کے واسطے بہت سی ¶K * ں ہیں اور دن کے آنے جانے میں اور : ا نے آسمان سے جو [ذریعہ] رزق* پ نی* زل فر* یا پھر اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زن* ہ کیا [اس میں] اور ہواؤں کے پھیر+ ل میں عقلمند لوگوں کے لئے بہت سی ¶K * ں ہیں۔ الجاثیہ * یت ۳-۵]

^Û ¿Âò¢Ø¼Û ÛÑ¦ØÚÜØ©ØÛ ÚØ...

½ àØÚÜÔÑ ÂàŠØÛ Õ ØØ ...

[پھر ہم ہی نے نطفہ کو جما ہوا خون بنا* یا، پھر ہم ہی نے منجمد خون کو گوشت & کا لوتھڑا بنا* یا، ہم ہی نے لوتھڑے کی ہڈ* یں بنا N ، پھر ہم ہی نے ہڈیوں پ گوشت &% چڑھا* یا، پھر ہم ہی نے اس کو [روح ڈال کر] ا یک دوسری صورت میں پیدا کیا۔ تو اللہ* ... ہے، جو & بنانے والوں سے بہتر ہے''۔ المومنون، آ $ ۱۴]

½ ý èÞÞ ÔØ ...

[تو ہم آج تیری روح کو تو نہیں [1] تیرے+ ن کو [تہہ نشین ہونے سے] بچا N گے* کہ تو اپنے بعد والوں کے لئے عبرت کا* (ہو......''۔ یونس، آ $:۹۲]

اس طرح اگر ہم مندرجہ* لا * یت پ غور و فکر کریں تو ہمیں کائنات اور تمام خلقت : ا میں ا یک بہترین توازن Ã آئے گا۔ [اور جیسے جیسے زمانہ* قی کر* جائے گا ان تمام حقیقتوں پ پڑے پ دے اٹھتے جا N گے کہ علوم و فنون تلاش حق میں سرگر داں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سائنس حقیقتوں کی تلاش کر رہی ہے، حقیقتوں کی خالق نہیں ہے۔ تخلیق کائنات، رحم مادر میں نطفہ کا قرار* *، تخلیق کے مراحل اور ان کا سلسلہ وار بیان، پھلوں اور m* ت کا پیدا کیا جا* ، ہر جا+ ار کا* پ نی سے پیدا کیا جا* ، ان & حقیقتوں نے Kا نی ذہن کو عرصہ - پ یشان رکھا، سائینسی تحقیق نے جن بیشتر حقائق کو عصر + میں وا کیا ہے، قرآن ان کا ذکر کر کے، ذہن Kا نی سے تقاضۂ علم و عمل کر رہا ہے۔

کل بھی اور آج بھی۔ افسوس تو یہ ہے کہ وہ بڑی بڑی حکومتیں جو 'کتاب خواں' تھیں انہوں نے * قاعدہ منصوبہ بندطر i پر سرکاری امداد نہ دے کر مغرب کو موقع فراہم کر دیا کہ وہ آگے آئے اور تحقیق کے میدان میں بازی لے جائے اور کہنے والے کہیں کہ 'صاحب # یہ تو قرآن میں موجود ہے۔'

کہنے والوں نے تو بقول ڈاکٹر مارس بکیل (Dr. Maurice Bucaille) یہ بھی کہہ دیا کہ 'مغرب میں یہ Strong tendency اس دعوی کی ہے کہ محمدؐ نے تو انجیل کے عمومی خاکہ کو Ü کر لیا تھا'۔ 'تخلیق پر Ã کرتے ہوئے انہیں مارس بکیل (Maurice Bucaille) نے قدیم مغربی تصور کو [چاہیئے وہ عمداً ہو یا بوجہ عدم اطلاعات] کہ محمدؐ نے تو صرف انجیل کے عمومی خاکہ کو Ü کر لیا تھا' کو مسترد کر دیا ہے۔ وہ انجیل کے بیان کو قرآن کے بیان سے موازنہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ موجودہ انجیل کا بیان قابل قبول نہیں ہے جبکہ قرآن کا بیان صرف یہی نہیں ہے کہ موجودہ سائنس کے تحقیق شدہ اعداد و شمار کے عین مطابق ہے، بلکہ وہ وقت کے غلط تصور سے بھی پ ک ہے۔ اس طرح اب ہم کیسے 'وہ سوال کرتے ہیں' یہ کہہ h ہیں کہ وہ فرد جس نے انجیل سے inspiration حاصل کیا ہو، قرآن کا مصنف ہوسکتا ہے؟ اور اس سے از خود کس طرح انجیل کے مواد کی تصیح کر دی ہو کہ وہ خلقت کائنات کے عمومی اصولوں -- پہنچ سکے، جبکہ اس طرح کے تصورات ان کی وفات کے سینکڑوں سال بعد وجود میں آئے [قنبر اسدی، نوٹ، دی قرآن اینڈ ماڈرن سائینس، ڈاکٹر مارس بکیل، اہل M اسلامک فاؤ c ، دبئی، یو۔اے۔ای]

ڈاکٹر مارس بکیل (Dr. Maurice Bucaille) کی طرح کنیڈا میں ٹو Š یونیورسٹی میں علم تشریحات کے پروفیسر ڈاکٹر کیتھ مور (Dr. Kaith Moore) نے بھی ان قرآنی * یت کا مطالعہ کیا اور ساتھ ہی احاد $ کا بھی۔ وہ بھی اس نتیجے پر پہونچے ہیں کہ رحم مادر میں تخلیق کی جن حقیقتوں اور مدارج کا ذکر قرآن نے کیا ہے، اس -- موجودہ سائینس ا - ہزار سال بعد اس کے بعد پہو œ ہے۔ 5 حظہ ہو ان کا مقالہ (Human Embryology in

Baylor امریکہ کےthe Koran and the Hadith [1982])
Dr. Joe Leigh کے [Hostan] ہوسٹن College of Medicine
Simpson نے . # رحم مادر میں بچہ کی نشو وúکے *. رے میں احاد $ کو,پڑھا۔ '' [اُ
Embroyo پ بیالیس راتیںٹ گذر جاتی ہیں تو اللہ اس پ ا۔ فرشتہ کو بھیجتا ہے، جو اس کو ہیئت دیتا
ہے اور اس کی سما (C ئی، جلد، گوشت & اور ہڈیوں کو بنا ہے'' اور یہ کہ ''تم میں سے ہرا۔ میں
تمہاری خلقت کے سبھی %o اءکوا۔ ساتھ تمہاری ماؤں کے رحم میں چالیس دنوں میں یکجا کر *دیا جا
ہے''] تو وہ کہہ اٹھے کہ '' یہ احادیث $ ان سائنسی معلومات کی وجہ سے حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں، جو
اس وقت موجود تھیں''۔

اسی طرح فرعون کے جسم کا قرآنی اعلان کے بمو. # محفوظ رہنا بھی [سورہ یونس،
آ $ ۹۲] قرآن کی حقا M کا اعلان ہے، کہ یہ: اکا کلام ہے۔

قرآن میں خلقت K ن، خلقت کائنات، ارض وسماء، سیاروں، اور خلقت میں *. ہمی
ربط کے اشاروں کے *. وجود اور *. وجود اس کے کہ وہ حکومتیں جو اپنے کو کتاب خواں کہتی تھیں اور
اپنے جاہ وجلال اور وسائل پ*. زاں بھی تھیں۔ انہوں نے سرکاری امداد کا اپنے اپنے مراُ. میں اس
طرح کا انتظام جاری وساری نہ کیا کہ انہیں استحکام کے ساتھ سائینسی تحقیق میں دوام حاصل ہو*۔
یہ صحیح ہے کہ 'دار حکمہ' تھا [جو قاہرہ میں ۳۹۵/ ۱۰۰۵ء میں قائم ہوا] مامون کا M. الحکمہ بھی تھا جس
کی مدت حیات قلیل تھی * علی * پ شاہ مبارک کا 'دار علوم' اور اسپین میں 'دارالترجمہ' لیکن یہ & کے
& اپنا تسلسل کھو بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سائینس اور تکنالوجی میں مغرب *. زی مار HL اور آج
مشرق اور مغرب بقول گھا* کے کوامے نورما [Kwame Knurmah] کے مٹی کے
hewer اور *پ نی نکالنے والوں [Drawers] میں $. گئے ہیں۔ آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ
قرآن &*. توں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، 1 آپ نے شا± ہی یہ بھی سنا ہو کہ قرآن کے ماننے
والوں نے کسی بین الاقوامی سائینسی * تکنالوجی کے ادارے کی* سیس کے لئے ا۔ دوسرے سے
ہاتھ 5 یہ ہے۔ البتہ نیند کے متوالے اب جاگنے لگے ہیں اور امید کی کرن اب Ã آنے لگی ہے۔

میں قرآن وحدیث $ پر ایمان رp والوں سے اپیل کرتا ہوں کہ & مل جل کر سائینسی تحقیق کے لئے بین الاقوامی ادارے قائم کریں۔

آج کی تہذیب $* یافتہ د* میں جہاں علوم وفنون بین الاقوامی اساسہ کے طور پر اپنا وجود آپ رp ہیں، یہ منا & ہوگا کہ بین الاقوامی موسۂ تحقیق قرآنی اشاروں کو بھی زیر بحث و تحقیق لا N ۔ اس امر سے بین الاقوامی تعاون کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی روح بیدار ہوگی اور فلاح و بہبود K نی میں اضافہ ہی ہوگا۔ اور $ ہی جہانی [Globalisatian] کو اس کا اصل مقصد حاصل ہوگا۔

% میں میں جناب جلال تملہ صا # ، ڈائریکٹر، ایران کلچر ہاؤس، نئی دہلی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کو ایڈٹ کرنے کی ذمہ داری مجھے سو } ۔ اور موجودہ ڈائریکٹر ایران کلچر ہاؤس جناب ڈاکٹر عبدالحمید ضیائی صا # کا بھی کہ انہوں نے ان مقالات کے شائع کروانے میں دلچسپی کا اظہار کیا اور اسے منزل تکمیل تک پہونچا* یا۔

پروفیسر [ڈاکٹر] شاہ محمد وسیم
ایڈیٹر
۵۴، علیگ* اپارٹمنٹس
علی گڑھ-۲۰۰۲۰۲، ہندوستان

حفظ صحت، معالجہ اور قرآنی تعلیمات

حکیم سید غلام مہدی

. # سے اس کرۂ ارض پہ Ķl ن کا وجود ہے اسی وقت سے صحت کے مسائل بھی اس کے ساتھ ہیں۔ *** ریخ ارتقاء کی گہرائیوں میں جایئے تو Ķl نی معاشرہ کے بہت سے رازہائے سربستہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ابتدائے تمدن، تہذR و ثقافتی نشو ؤ ما اور Ðادی زJ گی سے آگے قدم بڑھا کر منظّم معاشرے کی طرف سفر کے دوران Ķl ن کے سامنے صحت کے مسئلے آتے رہے ہیں اور جیسے جیسے علم نے ترقی کی ہے ان مسائل کے مختلف حل بھی سامنے آئے ہیں۔ خواہ وہ علمِ طب کی مدون شکل ہو* یا علم الادویہ و معالجات کی تفصیلات و تفسیرات کا دائرہ کار۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ Ķl ن کے ذہن پہ & سے مضبوط/ فت مذہب کی رہی ہے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ د* کے مختلف مذاہب کی تعلیم نے Ķl ن کی جسمانی اور ذہنی و روحانی صحت پہ زور د* یا ہے کیو è Ðادی صحت پہ معاشرے کی صحت کا انحصار رہے۔

یہاں صحت سے متعلق قرآنی تعلیمات پہ گفتگو کی جا رہی ہے۔ قرآن کی رو سے Ķl نی تخلیق علی احسن تقویم (In the most perfect symmetry) ہے، ا یـ ایسی مخلوق جس کو ذہن و عقل کی دو } سے مالا مال کیا Hیا ہے اور اسے پوری کائنات کو مسخر

کرنے کے قابل بناHیِ ہے، لہذا صحت مند رہنے اور امراض کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کی ضروری رہنمائی بھی کی گئی ہے۔

اسلام میں صحت و مرض سے متعلق ہدا* یت کا سرچشمہ قرآن مجید ہے۔قرآن مجید نے Ќا ن کے روحانی مدارج میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کی د* وی فلاح و بہبود پ بھی زور دٓ* یِ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس د* اور اُس د* میں بہتری کے لئے دعا کی تلقین کی گئی ہے۔

h],„Â ^ßÎæ`ä Šu é†³ì ¤] o³Ê æ`è Šu ^³nþ, ³Ö] o³Ê ^³ß³i] ^³ß³e… ý

(سورہ بقرہ، آ$ی ۲۰۱) …^ßÖ]

صحت کو ہ قرارر p کے لئے صفائی دٓ* پ کیزگی کی جگہ جگہ تلقین کی گئی ہے:

(سورہ توبہ، آ$ی ۱۰۸)!à†ã_ÛÖ] g v ²]

اللہ* پ ک وصاف لوگوں کو پسند کرت* ہے۔

(المدث* ، آ* یت ۵-۴)ð† râ^Ê ‡! t ÖÜ]æ ð†ãu Ê Ô e^n$æ

اپنے لباس* پ ک صاف رکھا کرو اور ہر قسم کی غلاظت و گندگی سے یکتا پ ہیز کرو

صحت مند ر+ گی کے لئے آب و ہوا، سونے جاگنے، کھانے Ẅ وغیرہ کی اہمیت سے اطباء ہی نہیں، عام لوگ بھی بخوبی واقف ہیں۔اس سلسلے میں قرآن مجید کی چند آ* یت مندرجہ ذیل ہیں:

‚ ^÷ ^ÃÚ …^ãßÖ] ^ß×Ã³q æ ð ^‰^f Ø×Ö] ^ß×Ã³q æ ð ^i^f%ÜÓÚç ^ß×Ã³q æ

(m، ء آ* یت ۹-۱۰-۱۱)

ہم نے نیند کو آرام کا* ۔ ؛ قرار دٓ* یِ اور رات کو پ دہ بنا* یِ اور ہم نے ہی دن کو کسب معاش کا (وقت) بنا* یِ ۔

. ‡ تحقیقات کے مطابق نیند کا L حرکات اور تھکان کے* . ﴾ جسم Ki نی کے
خلیات میں خاص کیمیائی تبدیلیوں کا پیدا ہو* ہے۔فطری نیند میں رکاوٹ سے صحت.. ی
طرح متا ہوتی ہے،اس لئے دن رات کے اس Âم کا* بند ہونے کی ہدا$ کی معنی خیزی
کا# ازہ کیا جاسکتا ہے۔

کھانے Wکے* . رے میں ارشاد ہے:

(۱۶۸) ý !^fn› Ÿ¡u š ...Ÿ] oÊ^ÛÚ]ç×Ò Œ^ßÖ] ^ãm] ^m

اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے اس میں سے حلال و* پ کیزہ چیزیں کھاؤ۔ (بقرہ، آ$ ۱۶۸)

.[۱۱۴] ý ^fn› Ÿ¡u ²] ÜÓÎ‡... ^ÛÚ]ç×ÓÊ

: انے جو کچھ حلال و* پ کیزہ روزی تم کو دی ہے اسے کھاؤ۔(النحل، آ$ ۱۱۴)

[۳۱]ànÊ†ŠÛÖ] g v m Ÿ äÞ]]çÊ†ŠiŸæ]çe† •] æ]ç×Ò ý

کھاؤ پیو اور فضول% چی نہ کرو کیو è: افضول% چی کرنے والوں کو پسند نہیں کر* ۔ (اعراف، آ$ ۳۱)

[۳] ý †m^ß í ö] Üv öæ Ý ‚ö]æ èjn Ûö] ÜÓn×Â kÚ†ö

مرا ہوا جانور، خون اور سور کا گو & تمہارے لیے حرام کردیئے گئے ہیں (ما# ہ، آ$ ۳)

تفصیل میں جائے بغیر یہ دیکھئے کہ کھانے Wکے معاملے میں یہ حکیمانہ ہدا* یت Ki نی صحت پ کتنا خوشگوار ا ڈالتی ہیں؟

جنسی صحت سے متعلق یہ آ$ بھی قابل غور ہے:

oÊ ð^³ŠßÖ]]çÖ^jÂ^³³Ê p÷f] ç³â Ø³Î ~ ³nv³Û³Ö] à³Â Ô Þç³×³Ò³Šmæ

ÜÒ†Ú] &nu àÚ àâçi^Ê á†ã_i]ƒ^Ê á†ã_ oju àâçe†Ïi Ÿæ ~ ³nv³Û³ö]

[۲۲۲] ý à†ã_jÛö] gvæ àne]çjö] gv ²] á] ½ ²]

لوگ تم سے حیض کے* رے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ یہ ا یہ گندگی کی بیماری ہے تو

یم حیض میں تم عورتوں سے الگ رہو اور . # -- وہ پ ک نہ ہوجا N ان کے* پ س نہ جاؤ

اور . # وہ* پ ک ہوجا N ،تو جیسا تم کو حکم د* یH ہے ان کے* پ س جاؤ۔ بے شک اللہ توبہ

کرنے والوں اور صاف ستھرے لوگوں کو پسند کر* ہے۔ (بقرہ، * یت ۲۲۲)

علمائے طب اچھی طرح جا... ہیں کہ جس مسئلہ کو اس آ $ میں اجا/ کیا H یہ ہے

اس کے صحتی و مرضی عوامل کتنے واضح اور روشن ہیں؟

کچھ عرصہ سے بچے کو اس کی ماں کا دودھ ہی پلائے جانے کی تلقین. ٹے زور و شور

سے کی جارہی ہے، کہ اس سے بچہ بہت سے امراض متعدی و غیر متعدی سے محفوظ رہتا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

[۲۳۳] ý àn×Ú^Ò àn0çu àâ•Ÿæ] àÃ• † I], ö]çö]æ

ما N اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلا N ۔(بقرہ، * یت ۲۳۳)

کلام * پ ک کی یہ تعلیمات ہمیں دعوت فکر و عمل دیتی ہیں۔قرآن کا دعویٰ ہے کہ:

[۶۰] ànfÚ h^jÒ oÊ Ÿ]µ‹ e^ Ÿæ g›… Ÿæ

کوئی خشک و* نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو۔(اÅم، آ $ ۹)

اس طرح قرآن ز‡ گی کے جملہ مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہے کہ اسے مختلف علوم

کا منبع کہا جا سکتا ہے۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس کتاب کے ز یل ‡ رسول اکرم کی احاد $

کے* رے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشعل راہ ہیں، اK M کو او™ اٹھانے اور ز‡ گی کو

سیدھا اور فلاح و بہبود کے راستے پ ` نے کے لئے ۔اK ن کی صحت سے . ٹھ کر کوئی مسئلہ

نہیں۔ Kا ن کی صحت ہی در & نہ ہوگی تو وہ حیات و کائنات کی بوقلمویوں, پ غور و تحقیق کرکے آئندہ نسلوں کو کس طرح فا+ ہ پہنچائے گا۔ صحت و مرض سے متعلق ہد* یت, پ مشتمل ''طب النبوی'' کے عنوان سے بہت سی کتابیں چوتھی صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری کے درمیان لکھی گئی ہیں H۔ رہ اہم مصنفین کی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ جن میں* پ نچویں صدی ہجری کے ا یہ منفرد عالم ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری (و۔۴۳۲ھ) کی کتاب بھی ہے جس میں آنحضرت ؐ کی احادی$ کے حوالے سے صحت و مرض سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ یہاں یہ* بت ذہنوں میں واضح ہو جانی چاہئے کہ احادی$ t ی بھی قرآنی تعلیمات کا تسلسل ہیں بلکہ قرآنی آ$ ومایـنـطـق عـن الـھوٰی ان ھوالا وحی یوحٰی کے مصداق یہ عین مشیعت الٰہی کا مظہر ہیں۔ مذکورہ کتاب کے حوالے سے حضورؐ کی حدی$ 5 حظہ فرمایئے:

ÝŸ ì n³† Ê³o]³0v n çé]ŸÚÄ]ö ' vè : ٹ+ گی ا/ صحت کے ساتھ نہ ہو تو بے کار ہے۔

اس سے+ ازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحت Kا نی کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

ا یہ مشہور واقعہ جو بیماری سے محفوظ رہنے کی کامل ہدا$, پ مشتمل ہے مصر کے حاکم مقوقس کا ا یہ طبیب کو حضور اکرمؐ کے* پ س بھیجنا ہے، جس کے* پ س عرصہ۔- کوئی مریض نہیں آ* یہ تو اس نے حضورؐ کی : مت میں یہ* بت عرض کی اور وجہ پوچھی تو آپ نے فر* یہ:

ÄfŽþŸ ^ß×Ò]]ƒ]æ Åç rþ ëju ØÒ ^þŸ Ýçî àvþ

ہم وہ لوگ ہیں جو بھوک لگنے, پ ہی کھاتے ہیں اور بھوک* ب قی رہنے, پ کھا* چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ا یہ ایسی حقیقت ہے جس کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ ا یہ دوسری جگہ فر* یہ ہے:

ð]æ, ö] Œ]… ènÛvö]æ ð] , ö] k ne é , ÃÛö]

معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور پرہیز دوائی کا سردار ہے۔

اب دو چار مختصر احادیث اور 5 حظہ فرمالیجئے۔ یہ اس لحاظ سے اہم ہیں کہ جو لوگ ان ہدایات پر عمل پیرا ہیں، ان کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔

کھانے کے بعد خلال کرو اور کلیاں کرو اس سے ڈاڑھ اور دانت صحت مند رہتے ہیں۔

ÝÇ• Ý^Ã_ö] é†‰Ò ترید کھانا لعنت ہے۔

ð^Ûö] é† ì ¤]æ^nÞ ,ö] oÊ äe†• Ÿ] å ,n‰

دوا اور ادویات میں مشروبات کا سردار پانی ہے۔ یہاں قرآن کی یہ آیت بھی پیش نظر رہے کہ Ãq ^ß×Ãq àÚ ð^Ûö] ØÒ ®• ou (ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی دی ہے)

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: [f]]jŽö] Ü³j`jŽö] Ü³Û³ð^³ ð^Ê• †çe] Ú^—^ æŸi Ž†çeå Âf^

(تم کو پیاس لگے تو گھونٹ گھونٹ پیوا۔ دم سے بہت سانہ پیو)۔

کلام الٰہی میں بہت سی ایسی اشیاء کا تذکرہ ہے جو دوائی خواص رکھتی ہیں۔ ان میں معدنی، نباتاتی اور حیوانی اشیاء ہیں۔ شہد سے متعلق یہ مشہور آیت تو سب ہی جانتے ہیں کہ ÊnÚ]öŽË^ð ö×ß^Œ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔

حضور اکرمؐ کی احادیث میں بھی بے شمار ایسی اشیاء مذکور ہیں:

حضورؐ نے ان سے معالجہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔ مثلاً:

Ò³×³ç] ö‰çÝ Ê^á ÚßÃã^ • Ë^ð Úà ‰fÃnà æ]ð : لہسن کھاؤ یہ ستر بیماریوں کی دوا ہے۔

Ò]ö×ç]] öjnà á^Ú] Úà ïçö‰ß : انجیر کھانے سے قولنج میں فائدہ ہوتا ہے۔

Ò³ö]j³Û†Ç†‰^ Ê^p ä ßiÏjö] Ö ,æ] : نہار منہ کھجور کھاؤ۔ اس سے پیٹ کے کیڑے ان امعاء ختم ہو جاتے ہیں۔

اپنی حاملہ : ȯf ' ۰] oÊ ØÏÃ۰], ٪^i ^ãÞ^Ê á^f۰] ØÚ]çv۰] ÜÒ ð^n •] çÏ‰]

عورتوں کو دودھ پلاؤ اس سے بچے کی عقل بڑھتی ہے۔ وغیرہ، وغیرہ

چند سال قبل طاعون کی * نے ملک کے مختلف حصوں کو اپنی / فت میں لے لیا تھا،

اس سلسلے میں حضور کی ایـ حدیث 5 حظہ فرمایئے:

^âç× ì ,i¡Ê š †Ú^e áçÂ^_۰^e ÜjÃÛ‰]ƒ]

^ãßÚ çq † í i ¡Ê ^ãnÊ ÜjÞ]æ š …^e ÄÊ•]ƒ]æ

ا/ کسی جگہ کے * رے میں معلوم ہو کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور

ا/ تمہارے ہی علاقے میں یہ بیماری پھیل گئی ہو تو وہاں سے کہیں * ہر نہ جاؤ۔

ائمہ اہل M علیھم السلام کے اقوال کا ما: بھی دراصل کتاب الٰہی اور احادیث $

t ی ہی ہیں۔ ان مقدس ہستیوں نے صحت و مرض سے متعلق بڑی جامع اور پر حکمت

ہدا* یت دی ہیں۔ + مشینی دور میں جسم کی حفاظت کے بہت سے سامان فراہم ہیں 1 روح

کی بیماریوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے۔ جبکہ جسم کی صحت ذہنی صحت پر منحصر ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

èÛÓv۰] Ì ñ]† > ^ã۰]çÇje^Ê á] ,eŸ] ØÛi ^ÛÒ ØÛi hç×Ï۰] å„â á]

دل بھی اسی طرح 4 ہیں جس طرح + ن تھک جاتے ہیں۔ # ایسا ہو تو ان کے

لئے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔

* یہ کہ ‘ èv ۰] Šr, Î ×è ۰] Šv,

حسد کی کمی تندرستی کا L ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ائمہ اہل M کی طبی ہدا* یت پر کتابیں لکھی گئی ہیں جیسے طب الصادق امام جعفر صادق

علیہ السلام سے اور طب الرضا امام علی رضا علیہ السلام سے۔ امام رضاؑ نے مامون رشید عباسی

کی فرمائش پر ایـ طبی رسالہ لکھا تھا جو رسالہ ذہبیہ کے م سے مشہور ہے جس میں صحت و مرض

سے متعلق مختلف نکات بیان کیے گئے ہیں مثلاً اصول صحت اور سال کے مختلف مہینے اور موسم میں جسم Ki نی اور اس کے مزاج کے مختلف پہلو، حفظان صحت کے مسائل، کھانے Wپ کے اوقات و آداب، سونے جاگنے کے آداب، مسافرت، جماع، مقصد و جما (اور حکام وغیرہ پر گفتگو وغیرہ۔ آپ نے فر*ا ہے کہ:

بچوں کے لیے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں۔

اپنے بچوں کا ساتویں دن ختنہ کراؤ* کر و اس سے صحت ٹھیک رہتی ہے اور جسم پر گوشت %&پ ھتا ہے۔

چار چیزیں* (کشائش قلب ہیں شہد کھا*، خوشبو لگا*، سواری کر* اور سبزہ دیکھنا۔

قار M ! یہ ای بحر ذخار ہے۔ ضرورت ہے کہ اس ذخیرے کو اہل علم کھنگالیں اور ان پر نئے سائنسی اصولوں اور تجر*بات کی روشنی میں نئے سرے سے تحقیق ہو۔ اگر ان تعلیمات کو صحیح طور پر* جائے تو صحت کی د* میں انقلاب* پ ہو سکتا ہے۔

❁ ❁ ❁

قرآن اور صحت

پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی

قرآن خود معجزہ ہے اور دینی کتاب ہے جو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ عالم کی جانب سے نازل ہوئی جس میں اعلان کیا گیا [illegible] (انعام: ٦٠) اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز ہے مگر یہ کہ وہ اس نورانی کتاب (لوح محفوظ) میں موجود نہ ہو۔ قرآن مجید کی ابتداء [illegible] سے ہوتی ہے۔ بعد [illegible] سورہ فاتحہ کی آیت ہے [illegible] (ترجمہ) تعریف اللہ ہی کے لیے (سزاوار) ہے جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے اور تیسری آیت ہے [illegible] بڑا مہربان رحم والا ہے۔ ان آیات سے واضح ہے کہ اللہ عالم سارے جہاں کا پالنے والا اور خاص طور سے انسان کا پالنے والا ہے جو اشرف المخلوق ہے اور جس کی تخلیق کے بعد اللہ عالم نے اپنی تعریف قرآن میں اس طرح بیان فرمائی ہے [illegible] (ترجمہ) سبحان اللہ جو بنانے والوں سے بہتر ہے۔ اور اسی بنا پر اس نے قرآن میں انسان کو صحت مند اور تندرست رکھنے کے لیے واضح آیات نازل فرمائیں کہ جن پر عمل کرکے انسان صحت مند زندگی گزار سکتا ہے اور قرآن کے ذریعہ ایسے احکامات نازل فرمائے کہ ان پر عمل کرکے انسان اپنے اعضاء کو صحت مند رکھ سکتا

ہے۔اس مختصر مقالہ میں قرآن مجید کے خاص آیات و احکامات کو بیان کیا جائے گا، جو صحت Ḱنی سے تعلق رp ہیں۔

القانون فی الطب کے پہلے حصہ میں شیخ الرئیس بوعلی سیناؒ نے Ḱنی حفظ صحت پر بحث کی ہے۔طب ں میں بھی یہ شعبہ اہمیت کا حامل ہے اور ھائی جین (Hygiene) کے م سے موسوم ہے۔مستند ضخیم کتب اس شعبہ پر لکھی گئی ہیں ۔۔ # قرآن کا مطالعہ کیا جا ہے تو واضح ہو ہے کہ حفظ صحت کے لے واضح دی تعلیمات قرآن میں موجود ہیں، جن کی تشریح و توضیح حضرت رسول : احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار اور اصحاب منتجبین کے احادیث و سیرا ور ملفوظات سے ہوتی ہے۔جن کو مستقل طور پر کسی کتاب جامع میں مُدون نہیں کیا جاس کا ہے، اگر اس کو مدون کر دیا جائے تو یہ کتاب صحیح معنوں میں طب اسلامی پر ایک جامع کتاب ہوگی۔

حفظِ صحت کے لیے طہارت:

حفظِ صحت کے لیے جسم ولباس اور استعمال کی جانے والی اشیاء کی صفائی و پاکیزگی ضروری ہے۔قرآن میں طہارت کے لیے واضح آیت و احکامات موجود ہیں۔ بجا

- وضو اور غسل کا حکم واضح طور سے دیا ہے کہ Ḱ نماز کی ادائیگی پاکیزگی کی حالت میں کرکے: اللہ عالم کے صریحی احکامات شرعیہ کی تعمیل کر سکے اور پاک و پاکیزہ زندگی گزار کر صحت مندرہ سکے۔Ḱن کو بجا زندگی گندے مقامات سے بھی گزر ہو ہے اور اس کے ا ئے جسم غیر ارادی طور پر گندی اشیاء سے مس ہوتے ہیں اور گندے ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ جسم سے گندے فضلات بیت الخلا ، Ä ک، تھوک، بلغم وغیرہ خارج ہوتے رہتے ہیں جن سے اس کا جسم خاص طور پر ہاتھ، پیر اور چہرہ ' ہو جاتے ہیں جن کے دفعیہ کے لیے نماز کی ادائیگی سے قبل وضو ضروری قرار دیا ہے۔قرآن میں آیا ہے: [illegible]

[illegible]

[illegible] ý (المائدہ:٦)، ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہوتو اپنے منھ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کر لیا کرو اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو طہارت (غسل) کرلو......۔

حیض واستحاضہ:

جنابت کے علاوہ عورتیں حیض واستحاضہ کے دوران ناپاک رہتی ہیں اور حیض واستحاضہ سے فراغت کے بعد نماز کی ادائیگی کے لیے ان پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔حیض واستحاضہ کے دوران چونکہ ان کے اعضائے تناسل سے فاسد اور متعفن خون خارج ہوتا ہے جو مباشرت کے دوران مختلف قسم کے امراض عورت ومرد میں پیدا کرسکتا ہے لہٰذا ان ایّام میں مباشرت سے اجتناب کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے۔قرآن میں ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (بقرہ:۲۲۲)، ترجمہ: اے رسول تم سے لوگ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔تم ان سے کہو کہ یہ گندگی اور گھن کی بیماری ہے تو (ایّام) حیض میں تم عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان کے پاس نہ جاؤ۔پس جب وہ پاک ہوجائیں تو جدھر سے خدا نے تمھیں حکم دیا ہے ان کے پاس جاؤ۔بے شک خدا توبہ کرنے والوں اور صاف ستھرے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔حیض کے دوران چونکہ عورتوں کے اعضائے تناسل سے خون فاسد و متعفن ہر ماہ چند دنوں تک خارج ہوتا ہے جو اپنے تعفن وفساد کے سبب سے مختلف امراض عورتوں اور ان سے مباشرت کرنے والے مردوں کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔لہٰذا قرآنی حکم کے ذریعہ ان کو دوران حیض ہمبستری ومباشرت سے روک دیا گیا اور یہ حکم حفظ

صحت کے اعتبار سے نہای$ اہمیت رr ہے۔اس پ عمل کرکےKl ن متعدo% ائیمی امراض سے محفوظ و مامون رہ سکتا ہے۔ وضوو غسل کے ذریعے طہارت کے علاوہ کپڑوں کی طہارت بھی ú ز کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے۔ کپڑوں کی* کیزگی اور طہارت کے لیے قرآن میں* یہ ہے tãã̈ÔÔ (مد ثر :۴) اپنے کپڑوں کو طاہر رکھو۔اس طرح قرآنی* یت طہارت سے واضح ہے کہ ú ز بغیر طہارت قابل قبول نہیں ہے اور یہ طہارت Kl ن کو صاف ستھرا رکھ کر امراض جسمانی خصوصاً% ائیمی امراض سے محفوظ رb ہے۔ غرضیکہ طہارت چوè حفظ صحت کے لیے ضروری ہے اس لیے قرآن میں اس کے* رے میں نہای$ صریح اور واضح* یت* زل کی گئیں* کہ Kl ن ان پ عمل پیرا ہو کر اپنی صحت کی حفاظت کر سکے اور طہارت کے ذریعے% ائیم اور مواد فاسدۂ سمیہ سے اپنے کو بچا سکے اور قرب: الٰہی حاصل کر سکے۔

حفظِ صحت کے لیے ú ز:

قرآن مجید میں ú ز کا حکم* ر* ر* یH ہے اور* یہ ہے éç$ ö]çÛöîÎØ (ترجمہ) اور ú ز پڑھتے رہو۔ ú ز کے روحانی فوائد کے علاوہ جسمانی فوائد بھی بہت ہیں۔ واجب* فلہ، اور مستحب ú زیں اور 6 ú زیں اگر* بندی کے ساتھ پڑھی جا N تو ان کے ذریعہ ا | ئے جسم کی منظّم ورزش بھی ہو جاتی ہے۔ ú زی کے ا | ئے جسم چُست رہتے ہیں اور افعال ú ز یعنی قیام، رکوع اور سجود وغیرہ مسلسل ا • م دینے سے ا | ء کے مفاصل (جوڑ) بھی صحیح طر i پ اپنے اپنے افعال ا • م دیتے ہیں اور دوران خون بھی جملہ ا | ئے Kl نی میں منظّم طور پ جاری رہتا ہے۔ ا | ئے جسم کا ہضم اور تغذیہ بھی بہتر طر i پ ا • م* ہے۔ ú زی کے ا | ء میں سستی اور کسل پیدا نہیں ہو* تی۔ ú زِ صبح & کی استرا # سے پیدا شدہ تکان، سستی، کسل اور کاہلی کو دفع کر دیتی ہے۔ اور ú ز ظہر اور عصر دو پہر- کام کرنے سے پیدا شدہ تکان اور کسل کا ازالہ کرتی ہے اور ú ز مغرب و

عشاء دو پہر سے شام تک۔ محنت کرنے والے کے کسل کو دفع کر دیتی ہے۔ اس طرح Kl ن کو

Úز صبح سے & تک۔ پ Ð اور چاق و چوبند بناتی ہے۔

Úز فجر صحیح وقت پر ادا کرنے والا Úزی نسیمِ صبح اور اس کے مفید % و نسیم

(آکسیجن) سے پوری طرح مستفید ہو سکتا ہے جو صحت افزاء ہوتی ہے اور رُوح + ن کو

ضروری کمک اس سے پہونچتی ہے اور اس طرح صبح کا Úزی صحت کے اسباب سے مستفید

ہو کر صحت مند رہتا ہے۔ قرآن میں * یہ ہے [illegible]

[illegible] (عنکبوت: ۴۵)۔ ترجمہ: بے شک Úز بے حیائی اور برے کاموں سے * روکتی b

ہے۔ Úزی جو Úز پابندی سے ادا کرتا ہے اگر عقل و سمجھ رکھتا ہے تو بے حیائی اور برے

کاموں سے خود کو بچاتا ہے۔ Úزی کی رکعتوں میں سورہ الحمد پڑھا جاتا ہے جس کی پانچویں

* یت ہے [illegible] : * یہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی

سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ جملہ * بار بار دوران Úز ادا کرنے والا Úزی : ا+ عالم سے ڈرتا

ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ دوران Úز * بارگاہ الٰہی میں عرض کر چکا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت

کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ اس طرح وہ اس * بات پر یقین رکھتا ہے کہ H ہ نہ

کرنا ہی بہتر ہے۔ اور Kl ن کو H ہ کرنے سے : ا+ عالم نے روکا ہے۔ لہٰذا یہ احساس

Úز پڑھنے والے Kl ن کو برائیوں سے بچاتا ہے۔ برائیاں Kl ن کے اخلاق کو بگاڑتی ہیں

اور طرح طرح کے امراض میں مبتلا کرتی ہیں۔ اور Úز برائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا

Úز اخلاق Kl نی کو درست & رb ہے اور * بالواسطہ صحت پیدا کرتی ہے۔

ارکان Úز میں قیام، رکوع، سجود، تشہد وغیرہ شامل ہیں جن کی ا• م دہی کے نتیجہ میں

Úز کے دوران Kl ن کے جسم کی ایک منظّم طر i پر ورزش ہو جاتی ہے۔ یہ منظّم ورزش

اعتدال اور سکون واطمینان کی صورت میں ا | ئے جسم کے مختلف Âموں جیسے Âم

ا i ب، Âم تنفس، Âم دوران خون اور Âم ہضم کو درست & رb ہے اور جسمانی جوڑوں

کے حرکات کو بھی در & رb ہے اور تجر مفاصل* یہ مفاصل کے امراض سے محفوظ رb ہے۔
اگر Ķl ن جملہ واجبی، سُنتی اور مستحب úز وں کو طہارت کے ساتھ ادا کرے تو عبادت کے ساتھ ساتھ منا & ورزش úز کے ذریعہ ہو جائے گی جس سے جسمانی قوٰی صحت مند رہیں گے اور وہ عمر طبعی حاصل کر سکے گا اور روحانی طور پر قُرب: اد+ ی اور رحمت *. ری تعالیٰ سے*. ز* یب ہو گا۔

حفظ صحت کے لیے تغذیہ

Ķl ن کے لیے محنت ومشقت کے ساتھ تغذیہ یعنی حصول غذاء ضروری ہے اس لیے کہ محنت ومشقت کے دوران استعمال شدہ غذاء ہضم ہو جاتی ہے اور اس کے مفید% ا% و + ن ہو جاتے ہیں اور مضر% اء فضلات کے ذریعہ+ ن سے خارج ہو جاتے ہیں۔لہٰذ+ ل ما تحلیل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس کا احساس حصول غذا کے لیے Ķl ن کو آمادہ کر* ہے۔خالق کائنات نے تغذیہ+ ن Ķl ن کی ضرورت کے پیش Ã قرآن کے ذریعہ غذاء سے متعلق ضروری *یت*. زل فرما N ۔

قرآن میں *یہ ہے: [illegible] (بقرہ:۲:۱۷۲) ترجمہ: اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں *یہ اس میں سے* پاک چیزیں (شوق سے) کھاؤ اور اگر : اسی کی عبادت کرتے ہو تو اسی کا شکر کرو۔

مذکورہ آیت قرآنی سے واضح ہے کہ Ķl ن کے لئے صاف ستھری غذا N حلال کی گئی ہیں جن کی تفصیل فقہی کُتب مثلاً شرائع الاسلام میں موجود ہے۔ یہ حلال غذا N Ķl ن کے تغذیہ کے لیے نہایت منا & اور مفید ہیں اور حرام غذا N مضر صحت ہیں۔
مقدار غذاء کے متعلق بھی قرآن میں واضح آیت* زل ہوئی ہے سورۂ اعراف کی ۳۱ویں آیت: [illegible]

(اعراف:۳۱)‚ ترجمہ:......اور کھاؤ اور پیو اور فضول% چی نہ کرو(کیوè) : افضول% چی کرنے والوں کو دو & نہیں رr ،اس طرف اشارہ کرتی ہوئیÃ آتی ہے۔

علم طب اور اس کے شعبۂ افعال الا | ء کی رُو سے واضح ہے کہ ضرورت سے* دہ غذا کا استعمال مضرِ صحت ہو* ہے اور سوءِ ہضم پیدا کر* ہے جس سے معدہ وجگر کے متعدد امراض پیدا ہو کر صحت K نی کو بگاڑ دیتے ہیں۔لہٰذا ضروری ہے کہ غذاء K ن D ضرورت استعمال کرتے* کہ اس کے+ ن میں کوئی% ابی پیدا نہ ہو۔

غذاء کا* ر* راس طرح استعمال کر* کہ پہلی غذاء ہضم نہ ہوئی ہو کہ دوسری غذاء استعمال کرلی جائے ،غلط ہے۔علم طب کی رو سے ادخال الطّعام علی الطّعام ا ی- .. ی عادت ہے جو ہضم کو% اب کر دیتی ہے اور مو. # امراض وآفات Z ہے۔

حفظِ صحت کے لیے نکاح:

سنِ بلوغ پ پہنچنے کے بعد صنف ذکور و* ث کے مابین مباشرت کی حا. # ü یں طور پ محسوس ہوتی ہے۔خالقِ کائنات نے اسی ضرورت کو پیشÃ ر p ہوئے مباشرت کے متعلق قرآن میں واضح * یت* زل فرما N* کہ K ن مباشرت جا، طر i سے کرکے اس کے فو+ حاصل کر سکے اور K نی * دی صحیح طر i سے. ڈھے اور* جا، طریقۂ مباشرت کو اختیار کرکے امراض وآفات میں مبتلا نہ ہو جائے اور اس کی ± میں% ابی پیدا نہ ہو* ± تباہ نہ ہو جائے۔اچھی ± کی پیدائش کے لیے احکام نکاح کی* بندی ضروری ہے۔نکاح کے لیے قرآن کے سورۂ نور میں آ $ [۳۲] ہے ÜöÎÛó Ú^ÂÞ]çv öóÚ]Ûâ

½ äxÔÂ[Ú ÜãÃçÓ ÜØ]Ùâ ÜÓ]ÛÂ ÄâÚ]Ú Ú]Ìãâ]Ù ä] ÃÚâ #ã]

ÜØ]äæ ÜÓ]ÛÂ ÄâÚ]Ú Ú]Ìã 33# 330]æø ,ترجمہ:اور اپنی قوم کی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک غلاموں اور لو+ یوں کا بھی نکاح کر* کرو۔ا/ یہ لوگ محتاج ہوں گے تو: اا اپنے فضل (وکرم) سے انہیں مالدار بنادے گا اور: ا. ی گنجائش والا واقف کار ہے۔

حفظ صحت کے لیے صِیام یعنی روزے:

ن +ٖ %o ہو کر ہضم حصہ ای- جن کا ہے کرۃ استعمال N غذا کی طرح طرح ن ÌKl ہو جاۃ ہے اور ای- حصہ جو ہضم نہیں ہوۃ، فاسد و فاضل ہوۃ ہے اسے طبیعت مد. ہ +ٖ ن فضلات کی صورت میں +ٖ ن سے خارج کر دیتی ہے۔ لیکن یہ فاسد و فاضل مواد کلیتاً +ٖ ن سے . # خارج نہیں ہوۃ پ تے تو ان کے %o اج کے لیے منفج و مسہل اور د v معالجاتی طر j استعمال کرۃ ضروری ہو جاتے ہیں اور اس پ بھی مواد فاسدہ کا تنقیہ کامل طور پ جسم ÌKl ن سے خارج نہیں ہوۃ پ اور راسخ شدہ مواد فاسدہ +ٖ ن ÌKl ن میں طرح طرح کے امراض کا * (ہوتے ہیں۔ خالق کائنات نے +ٖ ن ÌKl ن میں راسخ شدہ مواد فاسدہ کے تنقیہ کے لیے روزہ ضروری سمجھا اور ہر سال ای- ماہ کے مسلسل روزے ماہِ رمضان میں فرض کر دیئے۔ ارشاد ہوا:

àÛãaàû¦] œaÊe gg jò Ûaò /ªnÐi] ÛóÅÑÊe gg jò]qjiÐbàau¦] ^³ãaò
(بقرہ:۱۸۳) ý ÛóÅîß

ترجمہ: اے ایما +ٖ ارو! روزہ رکھنا جس طرح سے پہلے کے لوگوں پ فرض تھا اسی طرح تم پ بھی فرض کیا H...... اس آی $ کے مطابق مسلسل ای- ماہ کے روزے ر p سے ÌKl ن کے جسم میں راسخ شدہ مواد کو طبیعت مد. ہ +ٖ ن صبح سے & - بھوک کی حا } میں صرف کر ڈ کرتی ہے اور ان کا تنقیہ +ٖ ن ÌKl ن سے ہو جاۃ کرۃ ہے اور ÌKl ن اُن فاسدہ مواد کے مضرات سے محفوظ ہو جاۃ ہے، جو +ٖ ن کی ساختوں میں راسخ ہو جاتے ہیں۔ مواد کے %o اج کے لیے روزہ ای- حکیمانہ طر i ہے جس کی G وتوثیق طب میں بھی اطباء نے کی ہے +ٖ ہضمی کی صورت میں اصلاح ہضم کے لیے طب کی رُو سے مریض کی غذاء بند کر دی جاتی ہے۔ پھر بعض امراض میں روغنی %o ائے غذائیہ مریض کے لیے ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں مثلاً قلبی امراض میں، اور ذ بیطس میں شکر یلے %o اء غذاء میں ترک کئے

جاتے ہیں اوراس طرح ت ن میں . # ان کی کمی پیدا ہوجاتی ہےتو وہ امراض جن کا یہ % اء

L W ہیں، دفع ہوجاتے ہیں اسی اُصول پ ہضم کی کامل اصلاح کے لیے مُضر غذاا ی -

مدّت -- مریض کو نہ دینا مفید * $ ہو * ہے۔اسی اُصول پ ا ی - ماہ کے روزے طبّی لحاظ

سے Ki ن کے لیے مفید صحت * $ ہوتے ہیں۔روزوں کے ذریعہ نہ صرف معدہ کی بلکہ

* لواسطہ د ١٧ | ئے جسم کی اصلاح بھی ہوجا * ی کرتی ہے۔اس طرح ا ی - سال کے لیے

Ki ن کی صحت موادفاسدہ سے پیداشدہ امراض کے لیے محفوظ ہوجاتی ہے۔

شرعی تکالیف جسمانی طاقت کے مطابق:

خالقِ کائنات نے قرآن میں ارشادفر * ی ہے:

(بقرہ:۲۳۳) ý ãåäâõ]ô ÈÔòöÔÝ Øý

, ترجمہ: کسی شخص کوزحمت نہیں دی جاتی 1 اس کی گنجائش بھر۔

اسی آ $ کی G میں احکامات الٰہی کا * پ بند ہر شخص کوقرار نہیں H * ی ہے۔اور جملہ

حالات میں احکام شرعیہ کی ادائیگی کے لیے Ki ن کو مجبور بھی نہیں کیا H ی ہے۔اور بلکہ * ,

حالات میں ú زور وزہ اور د ١٧ احکام شرعیہ کو قصر کر * ی H ۔سورہ بقرہ آ $ ۱۸۳ میں ارشاد

ہورہا ہے:

o Âäø †ãõ]Ôõ] àäÕ ,ùäãÔ o Âäæ]Ø– †ãäõÛäÝ ÔäùãûÝ

ý àn ÔäÚãÔ ØäÞ ,äõãäõÛ_äÞã,Ô]

, ترجمہ: اس پ بھی (روزوں کے * ی م) میں جو شخص تم میں سے بیمار ہو * ی سفر میں ہوتو

اوردنوں میں جتنے قضاہوئے رکھ لے۔جنہیں روزہ ر p کی قوت ہے اورنہ رکھیں توان پ

اس کا ب لہ ا ی - محتاج کو کھا * کھلا دینا ہے۔سورۃ بقرہی میں آگے پھرارشادالٰہی ہے:

†ãÔ Âäõ]Ø– †ãäõÛäã]ØõûÔÝ äÙÞ] ÙÔÛÔ,ãÔäÙãÝ

ÙÔÔÔ ÔõãÔäÞãÛäÞ ÔäÕä ä]Ôä ÔäÛ Ô]ãäÙãÔ $ ÕÔÞØ

(۱۸۵: $ ۃ آ) ý tã ǚû

,ترجمہ: (مسلمانو) تم میں سے جو شخص اسی مہینہ (ماہ رمضان) میں اپنی جگہ پر ہو تو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں روزہ رکھ کے ان کی گنتی پوری کرے۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے۔ اور تمہارے ساتھ سختی نہیں چاہتا۔

پروردگار عالم کا ارشاد قصر نماز کے بارے میں یہ ہے:

àûǫ âũ ö ö ũ ă ø ^ ø ǫ ű ć ǔ ø â ø ø ø ø ő ű ø o ǒ ǔ ǰ ǒ ø • ø ǫ ø

] æ ,áøü ø ǫ ø ø â ø ø ó ǔ á ó] æ †ø ø â ø ű ó ǰ ø á ǰ ø i ó á ő ǫ × $ ô]

(۱۰۱: ء K) ^ ǔ ő

,ترجمہ: مسلمانو! جب تم روئے زمین پر سفر کرو اور تم کو اس امر کا خوف ہو کہ کفار تم کو ایذا دیں گے تو اس میں تمہارے واسطے کچھ مضائقہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دیا کرو۔ بیشک کفار تو تمہارے کھلم کھلا دشمن ہیں۔

صحت انسانی کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

خالق کائنات نے قرآن میں ایک جامع اعلان فرمایا ہے ĺ õ ü ǎ ű ǎ ǫ â ű ó ø

à ǫ â ø] ó ø ü ǒ † (الحج: ۴۲) ,ترجمہ: اور اچھے اچھے کام کا حکم کریں گے اور برے کاموں سے لوگوں کو روکیں گے۔ ظاہر ہے کہ اچھے کام انسان کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور برے کام نہ یہ کہ صرف اخلاق کو تباہ کرتے ہیں بلکہ جسم انسان کو مختلف امراض میں مبتلا کر کے صحت انسانی کو بگاڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا خالق کائنات نے انسان کو اچھے کاموں کا حکم دیا ہے۔ اور برے کاموں سے روکا ہے۔ پروردگار عالم نے نیکیوں کی بقا اور انسان کے لیے اُن کے فوائد کو بھی روشن فرمایا ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

æ ^ e]ǫ ø $ ø ø e ǫ ø ő ô â ô n ì ø k ö v × ö # ô] k ń ö ń ø ý

(مریم: ۷۶) ,ترجمہ: اور باقی رہ جانے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے نزدیک] • tö ô ű ø

ثواب کی راہ سے بھی بہتر ہیں اور ا• م کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں۔

خالق کائنات نے سورۂ ھود میں ایمان قبول کرنے والوں اور اچھے اچھے کام کرنے والوں کی تعریف میں ارشاد فر* یا ہے:

[illegible]

[illegible] (ھود:۲۳)

، ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام کیے اور اپنے ، پروردگار کے سامنے ی سے جھکے، یہی لوگ جنّتی ہیں کہ یہ بہشت میں رہیں گے۔

صحت کے لیے بُری عادتوں سے اجتناب:

: اﷲ عالم نے قرآن مجید کے ذریعہ ان کو . ی عادتوں سے بچنے کا حکم د* یا ہے اور ایسی . ی عادتوں سے روکنے کے لیے واضح آ یات* . زل فرمائی ہیں کہ جن سے ان کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے اور ان ایسے امراض و آفات میں مبتلا ہو تا ہے کہ جو اس کی صحت کو تباہ اور خاندانوں کو . * د کر دیتے ہیں اور اس کو ان کی صف سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی چند اہم بُرائیاں D ذیل ہیں:

قرآن مجید کے سورہ مائدہ میں آ یا ہے:

[illegible]

[illegible] (مائدہ:۹۰)

، ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے تو بس ** پ ک (. ے) شیطانی کام ہیں تو تم لوگ اس سے بچے رہو تا کہ تم فلاح پا ؤ۔

مذکورہ آیت میں جن بُرائیوں سے روکا گیا ہے اُن کے { ئج اظہر من الشّمس ہیں۔ ان . ائیوں میں مبتلا ہونے والے ان کا وقت اور پیسہ . * . د ہوتا ہے۔ . # ان . ائیوں کی لت ان کو لگ جاتی ہے تو وہ اِدھر ادھر اِن بُرائیوں میں اپنا پیسہ اور وقت . * . د

کرتا ہے، جس سے طرح طرح کی پریشانیوں اور ذہنی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو اس کا حقیقی مقصدِ تخلیق ہے یعنی عبادت و معرفت الٰہی وہ فوت ہو جاتا ہے، جس سے اُس کی عاقبت بھی خراب ہوتی ہے۔

منشیات کے مسلسل استعمال سے انسان کا اعصابی نظام مفلوج ہو جاتا ہے اور وہ تخلیقی صلاحیتوں سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اور موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

دوسری بُری عادت زنا کاری ADULTERY ہے۔قرآن میں سورۂ اسراء میں آیا ہے [illegible] (اسراء: ۳۲) ترجمہ: اور دیکھو زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیوں کہ بے شک وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور بہت بُرا چلن ہے۔

زنا میں مبتلا لوگ عموماً آوارہ ہوتے ہیں اور عورتیں جو زنا میں مبتلا ہوتی ہیں وہ فاحشہ ہوتی ہیں اور سوزاک و آتشک اور دیگر جنسی امراض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ ایسی عورات کے ساتھ جب زنا ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں سوزاک، آتشک اور ایڈس جیسے تکلیف دہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں، جو صحت انسانی کو برباد کر دیتی ہیں اور یہ امراض نسلوں میں منتقل ہو کر نسلِ انسانی کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ لہٰذا خالق کائنات نے انسان کو زنا سے سختی کے ساتھ روکا ہے اور جو اس کے باوجود بھی زنا کرے، اس کی سزا سخت قرار دی ہے۔

اگر انسان مذکورہ برائیوں سے احتراز کرے گا اور نیک راہ پر چلے گا اور عبادت الٰہی سے منھ نہ موڑے گا تو اس کا ذہن اور روح بھی جسم کے ساتھ پاکیزہ رہیں گے اور عقبیٰ میں بھی رحمتِ الٰہی سے نجات حاصل کر سکے گا۔

مصادر و مراجع:

۱- قرآن مجید مع اُردو ترجمہ و حواشی، مولانا حکیم حافظ سید فرمان علی صاحب، نور المطابع، لکھنؤ ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

۲- قرآن مجید مع ترجمہ فارسی وکشف الآیات، آقائی حاج محمد علی، سازمان انتشارات جاویدان، ایران، ۱۳۷۸ھ

۳- تھذیب الاسلام المعروف بہ تہذیب المومنین، اردو ترجمہ حلیۃ المتقین، مولفہ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ اصفہانی، نور المطابع لکھنؤ، ترجمہ حکیم مولوی سید مقبول احمد، ۱۳ربیع الاول ۱۳۲۸ھ

۴- روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام مولفہ محقق حلی ومترجمہ اُردو مطبوعہ مطبع ٹاپ بہ حیدری بہتمام سید حسین مالک مطبع بمو. # حکم مجلس عالیہ سرکار عالی، حیدرآباد دکن بہ سرپرستی مولوی : ابخش خاں صا # بہادر چیف جٹس، مورخہ ۲۰ رآذر سنہ ۱۳۰۶ فصلی مطابق ۱۸رجمادی الاول ۱۳۱۴ھ رنومبر ۱۸۹۱ء

۵- شرح القانون فی الطب مولفہ شیخ الرئیس ابوعلی سیناؒ بن عربی ومترجمہ اُردو علامہ حکیم مولوی سید غلام ; کنتوری اعلی اللہ مقامہ، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۳۰۲ھ

۶- ترجمہ وشرح کلیات قانون، علامہ حکیم محمد کبیر الدین، دفتر المسیح قرولباغ، دہلی، حصہ اول ودوم، ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۰ء

۷- اُصول طب، پروفیسر حکیم سید محمد کمال الدین حسین ہمدانی، نیشنل کاؤنسل فار پروموشن اَف اُردو لینگویج، منسٹری آف ایچ۔آر۔ڈی، گورنمینٹ آف انڈیا، نئی دہلی، ۱۱۰۰۶۶، ۱۹۹۸ء

۸- جامع عباسی، علامہ بہاءالدین عاملی معروف بہ شیخ بہائی علیہ الرحمہ

۹- تبصرۃ المتعلمین فی احکام الدین، علامہ حلّی، مع ترجمہ وتشریح علامہ سید مجتبیٰ حسن کاموزری ومولانا سید منظور محسن رضوی، صدر، شعبہ دینیات شیعہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۰- نقطہ ھائے آغاز در اخلاق عملی، آیۃ اللہ محمد رضا مہدوی کنی شائع کردہ دفتر نشر فرہنگ اسلامی، تہران، ایران۔

۱۱۔ اسلام اور میڈیکل سائنس (مکمل سیٹ)، ڈاکٹر وحکیم سید قدرت اللہ قادری، یونانی طب میہ میڈیکل کالج، حیدرآباد (دکن)

۱۲۔ عُلوم القرآن مولفہ مولانا محمد ہارون زنگی پوری۔

قرآن اور تخلیقKان و کائنات

ڈاکٹر مفتی زاہد علی خاں

سائنس کو کبھی فطری فلسفہ سمجھا جا* تھا، لیکن . # مشاہدوں اور تجربوں کی اہمیت کو تسلیم کرلیا H اور اس سے اس علم کو جوڑ H تو فلسفہ کی / فت سے سائنس آزاد ہوکر ا یک مستقل علم بن H۔

سائنسی علوم سے حاصل شدہ نتیجوں اور Ã یوں نیز فارمولوں کو . # اطلاقی (Applied) سطح پر اپنا* H تو اس سے ٹیکنالوجی وجود میں آئی۔

سائنس ا/ فطرت میں چھپے% انوں کی تلاش، مادی وسائل کے حصول اور فکر و دانش کے رجحا* ت سے بحث کرتی ہے تو یہ ساری د* کا عظیم سرمایہ بن جاتی ہے۔ جس نے اپنی X ا دات سے د* کو مالا مال کرد* ہے۔

کائنات اور Kا ن کا رشتہ بہت گہرا ہے۔ کائنات میں کہکشاں وÂ م شمسی سے لے کر جمادات، ** ت، حیو* ت وغیرہ & داخل ہیں۔

ماہرینِ فلکیات و ہیئت کے ' د یک کائنات کا مطلب خلاء ہے جس میں سارے فلکی اجسام شامل ہیں۔Â مِ شمسی میں زمین کا مقام تیسرا ہے۔ زمین کی منفرد حیثیت یہ ہے کہ یہاں * گی* پ ئی جاتی ہے۔ لیکن انتہائی حیرت کی* ت یہ ہے کہ Ã ئیہ ارتقاء [Theory of Evolution) کے قائلین . # * گی کی پیدائش کا ذکر کرتے ہیں تو صرف اسی زمین پر

ارتقاء کا حوالہ دیتے ہیں، پوری کائنات وÂ مِ شمسی کے لئے ایسا نہیں کرتے۔

سائنسی وفلسفیانہ مطالعہٗ کائنات,ٹ اقدیم موضوع ہے۔Âمِ شمسی کے* رے میں قدیم حکماء یوٗن کے دوÃ یئے تھے:

پہلاÃریہ: زمین قائم ہے اور سورج اس کے اردَ گرد گھوم رہا ہے (ارسطو)۔ اس Ã یہ کو (Geocentric Theory)(مرا' $ زمین کا Ã یہ) کہا جا* ہے۔

دوسراÃریہ: سورج قائم ہے اور زمین اس کے اردَ گرد گھوم رہی ہے۔ یہÃ یہ قدیم یوٗنی حکیم وفلسفی ارسٹارکس (Aristarchus) کا ہے۔

پہلےÃ یہ کو سختی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ عیسائیوں نے پھیلا* بلکہ دوسرےÃ یہ کے قائلین پر انہوں نے سخت مظالم کئے کیوè پوپ وتمام عیسائی مذہبی پیشواؤں کا متفقہÃ یہ تھا کہ:

سائنس نے: ا+ (حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ) کی جنم بھومی (زمین) کو Satellite (*بع) قرار دینے کا%م کیا ہے اور یہ کہ یہ%م اتنا,ٹ اہے کہ اس کو کسی حال میں معاف نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ .# کوپرنیکس (1473-1543) نے مرا' $ آفتاب (Heliocentric Theory) پیش کی تو کوپرنیکس کو پوپ کورٹ نے سزا سنائی۔لیکن یہ انتہائی اطمینان کی* ت ہے کہ مسلم فلاسفر، حکماء اور سائنس دانون نے ارسطو کے انتہائی احترام اور اسے معلم اول قرار دینے کے* وجود اسÃ یہ کی سخت تنقید کی۔ان تنقید نگاروں میں ابن رشد پیش پیش ہیں۔ اس طرح عرب اور مسلم سائنسدانوں نے ارسٹارکس (Aristarchus) کے مرا' $ آفتاب کےÃ یہ (Heliocentric Theory) کی* G کی۔اس کو آج سائنسیÃ یہ کہا جا* ہے۔اَگرچہ سائنس و مذہب کا ٹکراؤ سترھویں صدی میں کافی آگے,ٹ H تھا لیکن بیسویں صدی میں تو سائنسیÃ یہ نے لگ بھگ تمامÃ یت پر غلبہ* لیا۔روایتی عیسائیت نے عام طور پر ماڈرن ازم کے ذریعہ اپنی مذہبی مشکلات پر قابو

* پ لیا۔ حالا è بہت سے مذہبی عیسائی مفکرین نے عمدگی کے ساتھ ان حملوں کا دفاع بھی کیا۔

عیسائیت سے اگر چہ سائنس دانوں کا زبردست ٹکراؤ ہوا لیکن اگر ہم حقیقت کا جائزہ لیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ ٹکراؤ: ائی مذہب اور وحی پر F ہدایت Âم سے کہیں زیادہ پولسوس کے زیرِ اثر تشکیل پانے والی روایتی عیسائیت سے ہوا جس کے نتیجہ میں عیسائی حضرات اعتقادی پیچیدگی میں مبتلا ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنا ایک روایتی ڈھانچہ بنالیا تھا۔ اس طرح مسلمانوں میں بھی ان علماء سے سائنس کا ٹکراؤ ہوا کہ جنہوں نے بعض فلسفیانہ افکار کے قدیم خول میں اپنا خود ساختہ روایتی مذہبی ڈھانچہ کھڑا کرلیا تھا۔ لہٰذا ہم واضح طور پر یہ کہہ h ہیں کہ مسلم علماء یا مذہبی طبقہ سے سائنس یا سائنس دانوں کا ٹکراؤ ان کی قدیم مذہبی فکر کی وجہ سے تھا جو یونانی حکماء میں سے بعض حکماء کے Ã ئیوں کے زیرِ اثر تشکیل پایا تھا، نہ کہ ہدایتِ الٰہی، قرآنی تعلیمات اور L کی مستحکم بنیادوں سے جو یقینی علم ہے۔ اس طرح ٹکراؤ مشتبہ علم سے ہوا۔ اس کو ہم دوسرے لفظوں میں 'اجتہادی' و اکتسابی علوم سے V اکتسابی علوم کا ٹکراؤ بھی کہہ h ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اور مقام ہے کہ جہاں سائنس کا ٹکراؤ اسلام سے ہوتا ہے اور وہ مقام بعض سائنسی Ãیات کا ہے۔ یہ ایسے سائنسی Ãیات ہیں کہ جو محض Ã یہ ہیں اور سائنسی طور پر تسلیم شدہ صحیح، معتبر معیارِ استدلال، مشاہدہ اور تجربہ میں سے کسی پر بھی پورے نہیں اترتے۔ یہ وہ موقع ہے کہ جہاں سائنس داں صرف دعویٰ کرتے ہیں اور کوئی سائنسی دلیل اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کرتے۔

مذہب کی صداقتوں کو خارج میں اس طور پر مظاہرہ (Demontrate) سے دکھایا نہیں جا سکتا کہ جس طرح سائنسی اثرات کو۔ لیکن سائنسی Ãیات میں بعض Ã یئے تو ایسے ہیں جو عجیب اور فرضی معلوم ہوتے ہیں 1 سائنس & سے پہلے ہمیں انہیں تصور کرنے

کی دعوت دیتی ہے۔اس کے ثبوت کے لئے دلیل نہیں لائی۔اب ہم اپنی* ت کو آگے
,.ڑھانے سے پہلے سائنسی معیارِ استدلال اور صحیح طریقِ علم کی جو سائنسی C دیں ہیں،ان کا
اجمالی ذکر کرتے ہیں:

سائنسی طریقِ استدلال:

۱-اس کا & سے بلند درجہ یہ ہے کہ جوز یبحث مسئلہ* چیز ہے وہ. اِدرا & ہمارے اپنے
تجربے و مشاہدے میں (سائنسی اصول کی روشنی میں) آجائے۔ جیسے کوئی شخص یہ دعویٰ
کرے کہ* نی میں کیڑے ہوتے ہیں''بیگن میں کیڑے .: تے ہیں'' وغیرہ۔ بظاہر یہ
دعویٰ عجیب معلوم ہو* ہے 1 ہم اس دعوے کو جانچنے کے لیے* نی کے قطرے* کٹے بیگن کو
خوردبین (Microscope) کے سامنے رکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ آنکھوں سے Ã نہ
آنے والے بے شمار کیڑے .: رہے ہیں۔

۲-دوسرا طریقہ:

دوسرا درجہ یہ ہے کہ دعوے کی دلیل مشاہدۂ تجربہ سے پوری تو Ã نہ آئے 1 اس
کے کچھ%اء (Patchos) دکھائی دے رہے ہوں۔جیسے''زمین گول ہے'' یہ وجود تمام
سائنسی ترقیوں کے اپنی پوری شکل میں کبھی مشاہدہ میں نہیں آ تی 1 اس کی گولائی کے بعض
حصوں کو ہم بلاشبہ کسی را ٹ* ہوائی جہاز میں بیٹھ کر دوربین (Telescope) سے دیکھ
h ہیں۔زمین ہمیں* لکل اسی طرح گول دکھائی دیتی ہے کہ جس طرح ہم اپنی آنکھوں
سے چاند کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم اس%و کی گولائی سے کُل کی گولائی کا نتیجہ صحیح طور پر سائنسی اصول کے
مطابق نکال h ہیں۔

ان دونوں شکلوں میں اصل حقیقت کو ہم نے,. اِدرا & سائنسی آلات* د V کسی

یقینی علم اور ذریعہ سے مشاہدہ کے بعد تسلیم کیا۔

۳۔تیسرا طریقۂ اثبات:

اگر ہم اصل حقیقت کو براہِ راست & نہ بھی دیکھ سکیں تو بھی اس حقیقت کے کچھ ایسے پہلو ہمارے تجربہ *یا مشاہدہ میں آ N کہ جن سے ہم قیاس کر سکیں کہ ایسی کوئی حقیقت یہاں *پائی جاتی ہے۔ اور یہ قیاس اتنا قوی ہو کہ ہر ذی علم، ذی عقل اور ذی ہوش اُسے ماننے پر مجبور ہو جائے اور اس کے Ã نہ آنے کے* وجود اس کے اثرات کی وجہ سے اسے تسلیم کرنا پڑے۔ مثلاً الیکٹران+ اتِ خود Ã نہیں آ* 1 اس کے اثرات (Effects) ہمارے سامنے آتے ہیں کہ جن کو ہم* ر* رتجربہ کر کے دیکھ h ہیں۔ یہ قابل اعادہ تجر* ت ایسے ہیں کہ ان کی ہم کوئی علمی* یا عقلی توجیہ اس کے علاوہ نہیں کر h کہ ہم الیکٹران کو عام طور پر نہ دیکھنے کے *وجود بھی اسکے وجود کو تسلیم کریں۔ اس کی C دپ نیوکلیر فزo ہماری دسترس میں آ سکی۔ پہلے سائنس داں اس طریقۂ اثبات کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

۴۔چوتھا طریقۂ اثبات:

سائنسی مشاہدات اور تجر* ت خواہ تکنیکی* یا سائنس کے معنی میں اصل دعوے سے براہِ راست & o%ے ہوں 1 ان سے اصل دعوے کے حق میں ایک عقلی، در & اور عملی قرینہ پیدا ہو* ہے۔ اور # ہم اس تعلق کی کوئی توجیہہ کر* چاہیں اور کوئی اس سے بہتر تصور ہمارے *پس* یا ہمارے سامنے موجود نہ ہو تو یہ استدلال و طریق اثبات بھی جا* ہے۔ اور اس کو در & طریق استدلال وصحیح طریق استنباط سائنسی C دپ اب تسلیم کر لیا H ہے۔ اس o%ی معیار کو بھی آج کا ذہن معقول معیار (Valid Criterion) تسلیم کر* ہے۔ لہٰذا اب اگر کوئی چیز اس o%ی معیار پر بھی واقعی طور پر پوری اترے تو اس کو بھی اب سائنس داں ایک واقعی * $ شدہ چیز تسلیم کرتے ہیں۔ اس Ã یہ کی وضا # کے لئے دو مثالیں پیش کی

جاسکتی ہیں، ا یـ منفی مثال، دوسری مثبت مثال:

منفی مثال: مذاہب* یـ مذہب ہوسکتا ہے۔ بـ +یـ سائنسی ذہن یہ کہتا ہے کہ مذہب ہمارے لیے سمجھنے کی چیز نہیں ہے حالا è ہر مذہب کے* بـ رے میں دعویٰ کر* خود کم علمی و بے عقلی کی دلیل ہے کیو è تمام مذاہب میں یکسا M نہیں ہے۔ لیکن قابلِ فہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کہنا کہ مذہب سراسر غلط و بے C یـ د چیز ہے، دعویٰ عجیب ہے۔ اس میں تضاد* یـ جا* ہے کیو è سائنسی ذہن یہ دعویٰ کر* ہے کہ مذہب ایسے عقا+ کو ماننے کے لئے کہتا ہے کہ جن کا مظاہرہ (Demonstration) ممکن نہیں ہے۔ اس لیے مذہب ذاتی عقیدہ کی چیز ہے۔ دوسرے اس کو کس طرح تسلیم کر h ہیں؟ لیکن وہ فوراً ہی یہ دعویٰ بھی کر دیتے ہیں کہ بـ +یـ دژ* یـ فتوں نے مذہبی عقیدوں کو غلط* ؔو طل* $ کر* یـ ہے۔ یہ دونوں دعوے ا یـ ساتھ کر* کسی ذی عقل آدمی سے کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ کیو è دونوں ا یـ دوسرے کے متضاد ہیں۔ اگر مذہب کو سائنسی طور پـ * $ نہیں کیا جاسکتا تو اُس کو سائنسی طور پـ رد کیسے کیا جاسکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دونوں کا دا* ئرہ بـ لکل بـ اگانہ ہے۔ # کوئی ا یـ دوسرے کی سرحد میں قدم رr ہے اور اس پـ زور آزمائی کر* ہے تو ٹکراؤ یقینی ہے۔ بقول مولا* عبدالباری، اگر خشکی کی ٹـ ین سمندری جہاز سے ٹکرا سکتی ہے تو سائنس بھی مذہب سے ٹکرا سکتی ہے! بس مخالفینِ مذہب یہ نہیں چاہتے کہ جن اصولوں کی C یـ د پـ وہ مذہب کو رد کر* چاہ رہے ہیں، اسی اصول کو پیش Ã رکھ کر مذہب کو کوئی* $ کرے۔

ظاہر ہے کہ حقیقت اگر صاف مشاہدہ* یـ تجربہ سے حاصل ہوتی ہے تو مذہب کے مخالفین کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ تجربہ* یـ مشاہدہ سے* $ کریں کہ مذہب حقیقتاً کچھ نہیں ہے۔ ہم نے فلاں تجربہ* یـ مشاہدہ سے اسے دژ* یـ فت کرلیا ہے۔

مثبت مثال: عضو* یـ تی ارتقاء (Organic Evolution) کو پیش کیا جاسکتا

ہے۔آج اس Ã یہ کو سائنسی طور پر تسلیم شدہ تمام Ã* یت میں & سے اہم Ã یہ قرار *ۃ یہ جاسکتا ہے۔لیکن سچائی یہ ہے کہ سائنسی معیار پر کسی چیز کے اثبات کے جو طرj اوپر مذکور ہوئے ہیں ان میں سے اول، دوم اور سوم درجے کے جو معیار ہیں ان میں کسی بھی درجہ کے معیار پر یہ پورا نہیں ا* ۔صرف چوتھے معیار کو سائنس دانوں کی طرف سے بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔

+ یہ سائنس نے عضو* یتی ارتقاء (Organic Evolution) کو ا یہ سائنسی حقیقت کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔حتیٰ کہ سائنسی میدان میں کام کرنے والے کسی سائنسداں کو شا+ یہ ہی عضو* یتی ارتقاء کی حقیقت سے انکار ہو۔سائنسداں دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ایسا Ã یہ ہے کہ اس کی مخالفت صرف جاہل، متعصب* یہ وہم پرستی میں مبتلا لوگ ہی ہو h ہیں۔ اوران ہی کے الفاظ میں اسے 'تقریباً حقیقت' (Approximate Certainty) کہا جاسکتا ہے۔تمام سائنس داں بقول R.S. Lull Ã یہ ارتقاء کی صداقت (Truth) پر مطمئن ہو چکے ہیں۔خواہ وہ جمادات سے متعلق ہو* یہ حیو* ت سے۔لیکن انتہائی تعجب کی * بت ہے کہ * وجودے کہ بیشتر سائنس داں ز+ گی کے مخصوص تخلیقی تصور (Special Concept of Creation) کو ا یہ سائنسی امکان کے طور پر تسلیم کرتے ہیں لیکن کسی بھی کتاب میں سیکڑوں، ہزاروں صفحات میں سے ا یہ صفحہ بھی اس پر بحث کے لئے نہیں نکال* پتے ہیں۔

اب ہم% 0 میں اصل موضوع کی طرف آتے ہیں اور حیو* ت میں اعلیٰ وادنیٰ اور واحد الخلیہ (Single Cellular Animal) سے اربوں خلیات ر p والے جانور اور صلاحیتوں کے ذکر کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، اس حقیقت کو پیش Ã ر p ہوئے کہ Ã یہ ارتقاء کے حامی ان دعووں میں سے کسی ا یہ چیز کا بھی مشاہدہ* یہ تجربہ نہیں کرا سکے

جن کے اوپر ان کے Ã یہ کی C یـ د ہے۔ مثلاً وہ یہ نہیں دکھا سکے کہ بے جان مادہ سے زند گی

اچا -- کیسے پیدا ہوجاتی ہے؟ صرف یہ کہہ دینا دعوے کو ہی دلیل بنا دینا ہے کہ طبیعیاتی

ر k رڈ بتا ہے کہ پہلے بے جان مادہ تھا پھر کائنات میں زند گی رینگنے لگی۔اس سے یہ کیسے کہا

جاسکتا ہے کہ نوع سے دوسری نوع اپنے آپ وجود میں آ گئی؟ کسی % یـ خانہ یـ کھیت میں کسی

پودے یـ جانور کے وجود کو سمجھنے کے لئے کسی دوسری نوع کے پودے یـ دوسری ملتی جلتی ±

کے جانور پر آ ج -- تجربہ نہیں کیا H یـ کہ کس طرح اس نوع سے دوسری نوع. آمد ہوئی۔

اس سے بھی حیرت انگیز معاملہ عادت کا ذہا $ کی شکل میں ترقی کرنے کا دعویٰ ہے

یعنی K ن بھی حیوان کی ہی ترقی یـ فتہ ± اور اگلی ± ہے۔آ ج -- کسی نے عادت، جبلت

کا اپنا ریکی سے کیا ہوا روز مرہ پیش نہیں کیا کہ دیکھو یہ عادت و جبلت ذہا $ میں اس

طرح تبدیل ہوئی۔فلاں کے معاملہ میں ہم نے مشاہدہ سے اسے $ کرلیـ۔

میں سمجھتا ہوں کہ سر آرتھر کیتھ نے ارتقائی Ã یہ کے حاملین کو عقلیت پسندانہ Ã یۂ یـ

مذہب ر p والوں میں شمار کرتے ہوئے ان کے C یـ دی عقیدۂ ارتقاء کے وجود کیا خوب کہا

ہے کہ یہ Basic Dogma of Rationalism ہے (عقلیت پسندوں کا Ã یۂ ارتقاء

ایـ C یـ دی عقیدہ ہے) یـ بعض کے نزد یـ بغیر مظاہرہ مشاہدہ کے وضا #

(Explanation without Demonstration) لہٰذا اسلامی یـ مذہبی عقیدہ علمی

حقیقت بقول سائنس دانوں کے نہیں ہے تو پھر سائنسی Ã یہ بلا مشاہدہ و بلا مظاہرہ سائنسی،

Ã یۂ سائنسی و عقیدہ کس طرح علمی حقیقت ہوسکتا ہے؟

میں چند الفاظ Dr. Willian Jennings Biryan کے مضمون God and

Evolution سے Ü کرتا ہوں:

"I deal with Darwinism because it is a definite hypothesis. In his "Descent of Man" and "Orgin of Species"

Darwin has presumed to outline a family tree that begins, according to his estimate, about two hundred million years ago with marine animals. He attempts to trace man's line of descent from this obscure beginning up through fish, reptile, bird and animal to man".

اوراس کے بعد وہ لکھتا ہے:

"His entire discussion is speculation"

اس کے بعد ڈاکٹر,.*ین (Bryan) اپنے مضمون میں so called لکھ کر Darwin's Laws کا ذکر کرتے ہوئے ڈارون کے Natural Selection اور Survival of the Fittest کے اصولوں کا ان کی اپنی مخصوص تشریح کا ذکر کرتے ہوئے ان کی تشریح کا مذاق اڑاتے اور کہتے ہیں کہ:

"It is only guess and was never anything more. It is called a "Hypothesis".

پھر وہ Ki ن کی پیدائش کو: ائی منصوبہ کا ا- عظیم حصہ*. ئبل کی مدد سے بتاتے ہیں
اوراس کے بعد لکھتے ہیں:

The investigators have not been able to find one single instance in which one species has changed into another.

اور کہتے ہیں:

"Evolutionists, are not willing to accept the theory of creation."

Ã یئہ ارتقاء کو Darwin کی طرف منسوب کیا جا** ہے وہ The Idea of
Descent کے تحت اکتو. 1836 میں انگلینڈ لوٹتے ہوئے لکھتا ہے:

All organism including humans are modified

(آل عمران، ۵۹) áçÓnÊ

ذریعہ$ آدم کی پیدائش کے ٭رے میں فرماتا ہے:

(الاعراف، ۱۷۲) Üãjùj Üâ..ç`¾ àÚÝ•• oße àÚ Ôe... „ ì] ƒ]æ

ان قرآنی آیات سے f واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے اسی طرح فرمائی تھی کہ جس طرح آج دنیا میں انسان ہے۔

لہٰذا چند سائنس دانوں ٭لخصوص Ã یہ ارتقا (Evolutionry Theory) کے قائلین کے ٭پس کوئی سائنسی دلیل ایسی نہیں ہے کہ جس سے انہوں نے ٭$ کیا ہو کہ کہکشاں (Uni verse) اور Â مِ شمسی اور دودھیا راستہ (The Milky Way) ہمارے سیارے (Planet) کی ارتقاء کس طرح عمل میں آئی۔ لہٰذا یہ اسلامی Ã یہ ہے جس کا گواہ خود قرآن ہے۔

Bibliography:

1. The New York Times, February 26, 1922, reprinted by permission of the New York Times in the Book, Ev olution and Relegion: The Conf lict between Science and Theology in Modern America, Problems in Amarican Civ ilization

- Readings selected by the Department of American Studies, Amherst College, - Washington, D.C., U.S.A.

Article: Willian Jennings Biry an: God and Ev olution

قرآن کریم کے سائنسی اشارات

پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خاں + وی

قرآن کریم کتابِ ہدای$ ہے۔ تقویٰ پF صاف ستھری ز+ گی کے ذریعہ ازلی +ی کامیابی کی راہ دکھا* اس کا مقصود ہے۔ اس کے* وجود چوè وہ علیم وخبیر ربّ کائنات کے کلام سے عبارت ہے، اس لئے اس میں کون ومکان کے حقائق سے ٹکرانے والی* بات *پید ہے۔b% وی صداقتوں کی وضا # کرتے ہوئے کلام الٰہی میں بہت سے سائنسی اشارات موجود ہیں۔ سائنسی تحقیقات انہیں کی* G وتصدیق کرتی ہے۔ بطور نمونہ چند مثالیں قابل ذکر ہیں:

قرآن کریم نے فرما*ی: Üæ³Œæ ³m†]³0 ,,³mà Ò³Ë³†æ] áæ]0ŠÛç] I æ]Ÿ… š

Ò³^p³j^… i³Ï^ ÊË jÏß^ âÛ^ (سورۃ Cیء، آی$: ۳۰)؛ ترجمہ: ’کیا G ین نے غور نہیں کیا کہ آسمانوں اور زمین کو ای- دوسرے سے منسلک رکھا H ی تھا، بعد میں ان کو ہم نے الگ الگ کیا‘۔ مفسرین کا خیال ہے کہ آسمان کو* رش کے ذریعہ اور زمین کو m* ت کے ذریعہ الگ کیا H ی۔ فرمانِ الٰہی یہ بھی ہے کہ ہم نے* پنی سے ہر جا+ ارکو بنا*ی۔ تو کیا اس پر بھی ایمان نہ لا N گے؟ æq Ã×ß^ Úà]0Û^ð ÒØ •® ùòo ½]Ê ¡ mçÚßçá ۔ سائنس نے اس آی$ قرآنی کی مسلسل تصدیق کی۔ کون نہیں جا{ کہ* پنی ہی ز+ گی کی ماں ہے اور زمین کا تین

چوتھائی حصہ* پانی سے عبارت ہے۔ طبقات الارض (جیولوجی) کے ماہرین کہتے ہیں کہ یہ زمین بھی پہلے سورج کا ایک حصہ تھی جو بعد میں الگ ہوگئی۔

قرآن نے پہلے کہا کہ سورج، چاند، ستارے اور خود زمین ایک دوسرے کے گرد مخصوص انداز پر اپنے محور اور مدار پر گردش کررہے ہیں اور گویا اپنی اپنی سطح پر تیر رہے ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں۔ ³Û³Žö]æ < p† r i †ÏjŠÛö ^ãö ½ f]ö Ô i Ï ,†m

(یٰس، ^Ã³ö] ^m^ Ün×Ãö] ½ æ]³ö ³Ï³Û³† Î ,…^Þå ÚßÚ^‡Ù oju Â^• Ò^Ãö†qçá]ö Ï ,Ü m

آیت ۳۸-۳۹) Ÿ]ö Ž³Û³ ³ < m³ßf³Ç³o ãö³^]á i ,… Õ]ö Ï Û†) æŸ]ö ×nØ ‰^Ðö

[ö ß`^…) æÒ Ø Ê o Ê× Ô mŠf vçá (یٰس، آیت: ۴۰)

قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اس طرح پیدا کیا کہ دن اور رات دونوں کروی (curvy) یعنی گیند جیسی گولائی کی شکل میں ایک دوسرے پر ę رہتے ہیں۔
o×Â …^ãßö] …çÓ mæ (…^ãßö] o×Â Ø n×ö] …çÓm Ðv ö^e š …Ÿ]æ I]çÛŠö] Ð×³ ì

[ö ×nØ (الزمر، آیت: ۵)۔ کیا یہ آیت زمین کے گول ہونے کی طرف اشارہ نہیں کرتی؟

سورۃ [ö ßÚ^‡Â^ I میں æ]Ÿ… š Ãe, f]ö Ô •u^â^ کی تفسیر کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے بہت پہلے لکھ دیا تھا کہ زمین گیند کی طرح گول تھی، بعد میں اللہ نے اس کو اسباب زندگی سے آراستہ کر کے کچھ اس طرح کر دیا کہ اس کی گولائی محسوس نہیں ہوتی۔ دحا یدحوا دحوا کا لغوی مفہوم عام بسط یبسط بسطا بچھانے اسی وجہ سے مختلف ہے۔

سورۃ سبأ کی آیت ۴۸ میں ہے کہ اللہ علام الغیوب ہے۔ بیشک اللہ سے کوئی بھی چیز چھپی نہیں ہے، چاہے وہ زمین اور آسمانوں کے اندر کوئی ذرہ (Atom) ہو یا اس سے بھی کچھ چھوٹی یا بڑی چیز ہو۔ Ÿ^m³Ã^ h ÂßäÚ %Ï^Ù f…é oÊ]ö ŠÛçI) æŸ oÊ]ö] Ÿ… š

چیز سے کم ‘]Ç† àÚ f]ö Ô æŸ Ÿ] †fò]Ÿ oÊ Ò ^jh ÚfàÛ۔ اس آیت نے اس سے کم تر چیز کے ہونے کی طرف اشارہ کیا جو بعد میں ثابت ہوا کہ اس کے بھی قابل تقسیم ہونے کا Ã یہ غلط

تھا۔اب تو ذرہ (Atom) کے بعد Protons، Electrons اور Neutrons کی شکل میں چھوٹے سے چھوٹے%o اء مسلمہ حقائق تسلیم کئے جارہے ہیں۔

کلامِ الٰہی سے معلوم ہو* ہے کہ ہدا$ سے سرفراز شخص کو شرح صدر (یعنی سکون و اطمینان) حاصل ہو* ہے اور گمراہی میں رہنے والے شخص کے g میں ایسی گھٹن اور تنگی پیدا ہو جاتی ہے جیسے کہ اس شخص کو سانس e میں محسوس ہوتی ہے جو آسمان میں بمشکل تمام%p ھ رہا ہو(æÚ³à m³†•]á m³—ù³x³ä m³r ³Ã³Ø ‘ ³ ,…å ùn³ï³^u ³†q^ Ò^Ûù^ ùʼ Ã, Êo

(]ŠÛ^ð ý (الاÅم،آ$:۱۲۶)

اب یہ بتائیے کہ پندرہ سو سال پہلے صا# وحی الٰہی کو کس نے بتا*ی تھا کہ آج کی سائنس کے مطابق آکسیجن کی کمی کے* (آسمان کے حدود میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔کیا یہ کلام الٰہی کی صداقت, پر شہادت نہیں؟

قرآن کریم میں * ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام د*ؤں کا* پالنہار ہے([v³Û, ² …h]Ã^Û ÛnàÚ)اس کا مطلب ہے کہ عالم (World) صرف ا- نہیں بلکہ اور بھی بہت سے عالم اور د* N ہیں۔ا- دوسری جگہ فر*تا: اللہ کی تعریف وستائش اور عبادت میں ساتوں آسمان اور زمین اور ان کے + ر کے سارے جا+ ار مصروف ہیں۔

(Ö ŠÛf³x äÛ]ŠÛç] I ŠÛfÄ æ]Ÿ…‚ š æÚà Ê à äãà ý (سورۃ:الاسراء،آ$:۴۴)

اس کا مطلب کیا یہ نہیں ہے کہ اس زمین کے علاوہ آسمانوں میں بھی د v جا+ ار موجود ہیں۔ سائنس دانوں نے چودہ سو. س بعد اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔

قرآن نے%o+ ,+ اور د v حیو*ت کے الگ الگ Âم ہائے ز+ گی کی طرف اشارے کیے ہیں۔چیو> ،شہد کی مکھی اور (ی کے انتظام وا¾م اور فہم وفرا & , پر متعدد مقامات, پر روشنی ڈالی ہے،سورہ اÅم (۳۸/۲) میں کہاH ہے کہ ان جا+ اروں کے اپنے الگ الگ Âم ہیں اور تمہاری ہی طرح کی امتیں ہیں (æÚ³^³³Ú³à •]èè Ê³o]Ÿ… š æŸ

(ý ÜÓ0^%Ú] ÜÚ] Ÿ] änu^ß r e †n_ ‹ †ñ^›

حقائق کی طرف قرآن نے بہت پہلے اشارے کر دیئے تھے، بعد میں بیالوجی اور زولوجی کے ماہرین حیو*ا ت کی خلقت اور حکمت پر کتابوں پر کتابیں لکھے جارہے ہیں۔ قرآن حکیم نے پہلے ہی کہا تھا کہ آسمان وزمین کی تخلیق اور رات ودن کے تغیر وتبدل اور خود Ÿ نوں اور حیوانوں کے اپنے وجود میں خالق کائنات -- پہنچنے کے دلائل ہیں، *یت Ñ و آفاق پر جو بھی جتنا *یدہ غور کرے گا، اتنا ہی ! اشناس ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے۔ o³³Ê á]

، h ^f0] o0æŸ l ^‹¤ …^`ß0]æ Øn×³0] Í ¡³jì]æ š …Ÿ]æ l]ç³Û³Š0] Ð³×³ì

دوسری جگہ پر وارد ہوا ہے áæ† ' fi ¡ Ê] ÜÓŠËÞ] o³Êæ، تیسری جگہ ہے کہ اللہ سے *یدہ ڈرنے والے علماء ہی ہوں گے، ð^Û×Ã0] å•^fÂ àÚ ä×0] oŽ í ‹ ^Ú ۔

پیڑ، پودوں اور پھل پھول کے Â م میں اللہ نے ازدواجی تعلقات کی موجودگی کا اشارہ *یا اوران پر غور کرنے کی تلقین کی àÚ ^ãnÊ ^ßjfÞ] ÜÒ š …Ÿ] o³0]]æ†³‹ Ü³0æ]

!ànßÚ©Ú Üâ†%Ò] á^Ò ^Úæ è‹¤ Ô 0]ƒ oÊ á] Ü‹†Ò tæ‡ ØÒ

بعد میں پودوں کے فرٹیلا ئ c کے Â م کو Ÿ ن نے واضح کیا۔ جسے وہ اس سے پہلے کر نہیں سکا تھا۔ کیا ان تمام *توں میں وجود ! کی گواہی نہیں؟

تخلیق Ÿ نی اور اس کے مراحل کے سلسلے میں ارشادِ الٰہی ہے کہ اللہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین تین * ریکیوں کے * را - کے بعد ا- شکل دیتا ` جا* ہے۔ ان تین * ریکیوں سے مراد شکم مادر، رحم مادر اور وہ جھلی * پر دہ مراد ہے جس کے * ر بچہ سیال مادہ میں نشو *ما* ہے۔ oÊ Ð× ì , ³Ã³e Ý àÚ ^Ï× ì ÜÓi^ãÚ‹ áç_e o³Ê Ü³Ó³Ï³×³ í ³‹ ý

(الزمر، آ $ ٦) ý ' ¡ $ l ^Û×¾

اللہ تعالیٰ رحم مادر میں جنین کو مختلف اطوار سے گ ا * ہے پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ، جس کے اوپر گوشت کا لباس، ان تمام مراحل سے گ رنے کے

بعدKl ن تیار ہو* ہے۔قرآن کریم نے اس حقیقت کو بہت تفصیل اور وضا # کے ساتھ بیان فرما* یا ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ ہر ہر مرحلے کو ا یہ خاص* م و اصطلاح سے یوں بیان کیا ہے: ÜÓ0^Ú áçq †iŸ ² Îæ ^…]ˆ ˳ Îæ , ÜÏ× ì]çˆ>]…] (نوح، آ یہ $ ۱۳-۱۴)یعنی تم کو کیا ہو H ہے کہ تم اللہ کے لئے کسی وقار و.., ی کو نہیں ما... حالا è اس نے تم کو مختلف مراحل میں پیدا کیا ہے۔

سورۂ المؤمنون کی آ* یت ۱۲، ۱۳، ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما* ہے:

…]†Î oÊ èË_þ å^ß×Ã³q Ü³$ ˳ àn› àÚè0 ¡ ‰ àÚ á^ŠþŸ] ^ßÏ× ì , ³Ï³0æ

^Ú0^¿Â èËÇ—Û0] ^ßÏ× í Ê (èÇ—Ú èÏ×Ã0] ^ßÏ× í Ê (è†×Â èË_ß0] ^ßÏ× ì Ü$ ˳ànÓÚ

ànÏ0^ í 0] àŠuœ ä×0] Õ …^fjÊ ½ † ì • ^†× ì å^þªŽþœ Ü$ Ñ^Ûv0 Ý^¿Ã0] ^þçŠÓÊ

(ہم نےKl ن کو مٹی کے & سے بنا* یا پھر اسے ا یہ مضبوط جگہ نطفہ میں تبدیل کرد* یا پھر اس نطفہ کو علقہ (جمے ہوئے خون) کی شکل دی۔ پھر اس علقہ کو مغفہ (بوٹی) بنا* یا پھر اس مغفہ کو ک م (ہڈی) میں تبدیل کرد* یا، پھر اس ک م, پر گو %& ھا* یا پھر اسے ا یہ دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا۔ پس, بڑا ہی*., ہے اللہ & بنانے والوں سے اچھا خالق۔

قرآن کریم میں مذکورہ تخلیق Kl نی کے ان مراحل کو ġ کے بعد بڑے بڑے اطباء اور سائنس دان دین حق کی صداقت کے معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور قبولیت اسلام سے بھی مشرف ہوئے۔رابطۂ عالم اسلامی مکہ) مہ کے تحت قائم کمیشن, ا ئے سائنٹفک ر ^ چ آف قرآن نے اس موضوع پر متعدد کتابیں شائع کی ہیں۔

سچ ہے: سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے۔

قرآن میں تفکر و تعقل کی دعوت اور نتیجہ خیز تفکر کا طریقہ

اخلاق حسین

مولا*. آزاد علیہ الرحمہ نے تفکر اور تعقل کو قرآن کریم کے طریق استدلال کا اولین مبداء قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: قرآن کریم* ریخ مذاہب میں وہ پہلی کتاب ہے جس نے : اکے صفات وافعال کے لیے عقلی تصور قائم کیا اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ حکمتوں اور مصلحتوں کی رعای$: ا تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حاکمیت مطلقہ کے خلاف نہیں، بشرطیکہ قرآن و ـL کے خلاف نہ ہو۔

قرآن کریم نے اپنی تعلیمات و ہدا* یت میں اس حقیقت کی جگہ جگہ وضا # کی کہ جہاں ایمان وعقیدہ کے حصول کے لیے ایمان* . لغیب کی ضرورت ہے وہاں حقیقت شناسی کی راہ عقل وبصیرت سے متعلق ہے سورۃ آل عمران کی ۱۹۰ ویں مشہور آ ی$ ہے اور اس آ ی$ کی تفسیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل ہے۔

احادی$ میں آ* ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے وقت اٹھ کر سورہ آل عمران کی %0ی دس آیتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔ ان دس آیتوں میں پہلی آ ی$ میں ذکر الٰہی اور تفکر و تعقل کے واسطے سے عقل سلیم اور فہم مستقیم ر p والوں کی صفت کو اس طرح بیان کیا H ہے:

Ÿ I ^ïŸ ...^ãåå]æ Øñ0]ù Í ¡jì]æ š ...Ÿ]æ I]çÛ³Š0] Ð³x³ ì o³Ê á]

áæ†ÓÉjïæ Üãeçßq o×Âæù]•çÃÎæùÚ^nÎ ²] áæ†Ò „³ï à³ï„³0] ŏ h^f0Ÿ] o0æ

(آل عمران،۱۹۰) ! š ...Ÿ]æ I]çÛŠ0] Ðxì oÊ

[’بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں عقل مندوں کے لیے قدرت الٰہی کی,.ڑی

¶K* ں ہیں، یہ عقل مندلوگ وہ ہیں جو ی ^ اٹھتے اورکروٹوں, پ ẹ : انتعالیٰ کاذکرکرتے

ہیں اورآسمانوں اورزمین کی پیدائش وتخلیق میں غوروفکرکرتے ہیں اورزٖ* ن حال سے اس

حقیقت کااعتراف (عملی طور, پ)اورزٖ* ن قال سے اس حقیقت کااعتراف کرتے ہیں کہ

اے, پ وردگارعالم! تونے اس Â م عالم کو بے مقصداور بے فائ+ ہ پیدانہیں کیا۔یعنی اس

Â م کائنات کے ہرذرہ میں اہل د* کے کام آنے والی چیزیں پوشیدہ ہیں‘]۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ا ی- دن اپنی خالہ حضرت میمونہؓ زٖ وجہ رسولؐ کے

گھر میں سؤ* کہ حضور کی ثّ& بیداری کی حا) معلوم کرسکوں۔چنانچہ آپ نے بستر سے

اٹھ کرپہلے آسمان کی طرف دیکھا، ¿ß³Ê†]0o]0ŠÛ^ð ، پھرمذکورہ آ* یت کی تلاوت کی اور

پھرتہجد کی H ی رہ رکعتیں, پ ڑھیں۔

حضورؐ نے اہل عقل کی دونوں صفتوں, پ عمل کیا۔آسمان کی طرف دیکھ کر: انتعالیٰ کی

عظیم قدرت وحکمت کاشعوراوراحساس بیدارکیااورپھرذکرالٰہی کے لیے کھڑے ہوگئے اور

روح کواس کی غذاپہنچائی۔

قرآن علوم قدیم اورجدی+ دونوں کا حامل ہے:

قرآن آسمانی کتابوں میں آ%ی کتاب ہونے کے تعلق سے قدیم اور. + ی دونوں

قسم کے علوم کا حامل ہے۔علوم قدیم کے لیے قرآن ایمان* لغیب کا حکم دیتاہے اورعلوم

. + ی کے لیے Â م فطرت, پ غوروفکرکرنے کی ہدا $ ی کر* ہے۔اورغوروفکرکے ذریعہ پوشیدہ

علمی حقائق کے انکشاف کاراستہ بنا* ہے۔

قرآن، احادی$ اور اقوال صحابہ تابعین میں جس تفکر کی فضلیت بیان کی گئی ہے اس کے وسیع مفہوم میں دین اور د* دونوں شعبوں پ غور وفکر مراد ہے جیسا کہ سورۃ بقرہ (آیت ۲۱۹-۲۲۰) میں کہا گیا ہے : ý Ô ÜÓ×Ã I ^3Ÿ] Ü³Ó³ ²] à³nf ,,³Ò Ô ý é†ìŸ]æ^nþ ,] o³Ê –NMU™áæ†³Ó³Ë³ji اسی طرح اللہ آیت، احکام آیات واÅمات بیان کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ ہم دین اور د* کے معا5ت پ غور وفکر کریں۔قرآن پڑھیں اور دیکھیں کہ کس طرح دین اور د* کے معا5ت میں قدیم و+ی کی طرف توجہ مبذول کی گئی ہے۔

جدید فلسفہ وسائنس پر آیات قرآنی کا انطباق:

مولا* آزاد نے ترجمان القرآن کی پہلی جلد ’الفاتحہ‘ میں تفسیر* لرائے کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: قرآن کے طریق استدلال کو منطقی جامہ پہنا* یا جہاں کہیں آسمان اور کوا ' ونجوم کے الفاظ آگئے ہیں ان پ علم ہیئت کے مسائل چپکانے لگنا، یقیناً تفسیر * لرائے ہے* یا مثلاً آج کل ہندستان اور مصر کے بعض دانش فروشوں نے یہ طر i اختیار کیا ہے کہ بقول ان کے زمانہ حال کے اصول علم وترقی قرآن سے $ کئے جا N یا بقول ان کے فلسفہ وسائنس کا ہر مسئلہ قرآن سے $ کیا جائے، گو* یا قرآن صرف اس لیے* زل ہوا ہے کہ جو* ت کوپرنیکس (سائنس داں کا* م) یا ڈارون اور ویلس نے بغیر کسی الہامی کتاب کی فلسفہ# یشوں کے دز* یافت کرلی اسے چند صدی پہلے معموں اور بجھارتوں کی طرح د* کے کان میں پھو- دے اور پھر وہ بھی صدیوں -- د* کی سمجھ میں نہ آ N ، یہاں -- کہ موجودہ زمانے کے مفسر پیدا ہوں اور تیرہ سو .. س پہلے کے معمے حل فرمائیں۔ یقیناً یہ طریق کار ٹھیک ٹھیک تفسیر* لرائے ہے۔(ص۲۷)

دونوں قسم کے تفکر میں فرق:

امور ملکوت (مابعد الطبیعی امور) پ غور وفکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان امور کی

صداقت اور صداقت کے دلائل,پ غور کیا جائے*ۓ کہ ان,پ ایمان*. لغیب لا* آسان ہو اور
بن دیکھے اور بن سمجھے ایمان لانے کے* ,وجود ایمان لانے والے کو شرح صدر حاصل
ہو جائے۔ کیوèملکوتی امور حقیقت کو سمجھنا عقل Ki نی کے لیے مشکل ہے، عقل کی رسائی عالم
*. لا کے معا5 ت ۓ- نہیں ہو سکتی البتہ ان معا5 ت کو عقلی امکان سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔
امور طبیعی اور Âم فطرت,پ غور و خوص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ Âم فطرت کے
پوشیدہ حقائق,پ غور کیا جائے جو عقل Ki نی کے لیے آسان ہے اور اس غور و فکر کے ذریعہ
حقائق فطرت ظاہر اور منکشف کئے جائیں*ۓ کہ اہل د* ان سے فا+ ہ اٹھا N ۔عقل سے
ماورا اور عقل کے خلاف کا مطلب بیان کرتے ہوئے مولا* آزاد نے لکھا ہے: وہ ملکوتی امور
(وجود: ا، وجود وحی و5 ئکہ) جن کا امکان Ki نی دماغ و عقل میں آ سکتا ہے عقل کے مطابق
ہیں، اس میں سے کوئی* ,ت بھی خلاف عقل نہیں البتہ اس کا کیا علاج کہ خود تمہاری عقل راہ
خلاف میں گم ہے، تم نے تو آج ۓ- یہ موٹی سی* ,ت بھی نہ سمجھی کہ کسی* ,ت کے ماورائے عقل
ہونے سے یہ لازم نہیں آ*ۓ کہ وہ خلاف عقل بھی ہو۔(افکار آزاد، ص ۱۲۶)

خالق کائنات کی وحدا M:

قرآن آ $ الہی,پ غور کرنے کی دعوت جہاں جہاں دیتا ہے وہاں وہاں آ* یت الہی
کے مختلف مظاہر سامنے r ۓ ہے،: اتعالیٰ کی قدرت، اس کی حکمت اور رحمت۔ یہ: اتعالیٰ
کی صفات کا 1/4ر ہے۔ اس 1/4 ر صفات سے اس کی ذات کا یقین پیدا ہو*ۓ ہے۔ خود Ki ن
کے وجود اور اس کی تخلیق میں اس کے پیدا کرنے والے کی مکمل قدرت اور مکمل حکمت Ã آتی
ہے۔[ÜãŠËÞ] oÊ]æ†Ó³Ë³j‫ Ü³ûæ] وہ لوگ خود اپنے Ñ کے+ ر کی حقیقتوں,پ غور کیوں
نہیں کرتے*ۓ کہ اس خالق حقیقی کی وحدت اور قدرت کا یقین ان کے دل میں پیدا ہو۔

t ت محمدی کی صداقت,پر غور و فکر کی دعوت:

: اتعالیٰ کی توحید مذہب حق کی C دی تعلیم ہے۔ قرآن کریم میں توحید ذات

وصفات ,پ ہر سورہ کے # ر دلائل پیش کیئے گئے ہیں۔اور t ت محمدی کی صداقت ,پ غور وفکر کی دعوت کے ساتھ نتیجہ خیز تفکر کا طر i بھی سکھا* یا H ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ t ت محمدی کی صداقت دین ,. حق کی C یا دی تعلیم کے لحاظ سے ,. ڑی اہمیت ر b ہے۔سورہ سباء (۴۶) ,پ غور کیجئے۔فر*ما یا H : Î³³Ø]þ³³Û333^]Â³³ ¿³Ó³Ü
eç] u , é ᵗ]á i³Ï³ç Ú ç] Ö×ä Ú%ßÐ æÊ†]•p $Ü ijËÓ†æ] Î Ì Ú³^e ’ ^ufÓÜÙÚà qÕè½
]á â³ç Ù] Ÿ þ³ ,,m Ü³Ó³Ü ne à m , p Â ,,] h • ,m , ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وا لہٖ وسلم کی صداقت t ت ,پ سورہ سبا کی یہ آ یہ $,. ڑی اہم دلیل ہے، پہلے اس کا ,ت جمہ دیکھئے۔”اے رسولؐ! تم ان مکہ والوں سے کہو کہ اے لوگو! میں تمہیں بس ا یہ ,ت کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ,ا ئے : ا (کسی غرض کے تحت نہیں) اس* ,ت کے لیے ہمت کے ساتھ تیار ہو جاؤ، الگ الگ ا یہ ا یہ آدمی اور دو دو آدمی مل کر (اجتماعی طور ,پ) غور کرو اور تحقیق کرو کہ تمہارے ہر وقت کے ساتھی محمدؐ میں کو * ,ت اور کو ´ ادا دیوانہ پن کی ہے؟ حقیقت تو یہ ہے (جو خلوص کے ساتھ غور وفکر کرنے کے بعد ظاہر ہوگی) کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وا لہٖ وسلم تو صرف قیامت سے پہلے اس کے عذاب شدیہ سے ڈرانے والے ہیں۔“ تمام مترجم حضرات نے (Ú³^e ’ ^ufÓÜ) کا ,ت جمہ ماے Ô کے ساتھ کیا ہے اور تفسیر کا ا یہ قول ما کو استفہامیہ قرار دے رہا ہے اور تفکر کی دعوت سے استفہام کا تعلق واضح ہوتا ہے جو او ,پ کے ,ت جمہ میں کیا H ہے، اسی طرح اس جگہ قوموا (قیام) کا مفہوم کھڑا ہو* نہیں ہے بلکہ پوری طرح تیار ہو* ، ہمت کے ساتھ غور وفکر کر* مراد ہے اور کمزوری اور لا ,پ وائی کی Ô کر* مقصود ہے۔

رسول* ,پ کؐ قریش مکہ کے لیے کوئی اجنبی آدمی نہ تھے، کوئی* ,ہر کے ,پ دیسی نہ تھے، بلکہ ان کے قوم و قبیلے کے آدمی تھے جو t ت ملنے سے پہلے چالیس سال – ان کے ساتھی اور رفیق رہے۔

پھر پیغام توحید سناتے ہی وہ دیوانہ اور* ,پ گل کیسے قرار دے دیئے گئے؟ قرآن اہل

مکہ کو* بالکل خالی الذہن ہو کر، ہر قسم کے تعصب سے الگ ہو کر الگ الگ ہر شخص کو اور مل جل کر اجتماعی طور پر غور وفکر کرنے اور تحقیق کرنے کی دعوت دے رہا ہے، بے دلی اور لاپروائی کے ساتھ نہیں بلکہ خلوص کے ساتھ، ہمت اور مظبوطی سے غور وفکر کرنے اور تحقیق کرنے کی طرف بلا رہا ہے۔

اسی مفہوم کی دوسری آیت $ میں پروردگار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے لئے یہ بیان فرمارہا ہے کہ ''کیا ان مخالفین نے غور وفکر سے کام نہ لیا، جوان پر ظاہر ہو* کہ ان کا ہر وقت کا رفیق (محمدؐ) دیوانہ نہیں ہے بلکہ وہ تو صاف صاف ڈرانے والا ہے۔'' اس آیت $ میں Üe^ ' ^Üãfu کے # رماۓ Ô ہی منا & حال معلوم ہو* ہے۔

t ت کے خصائص پر غور کرنے کی دعوت:

قرآن نے سورہ Å م (۵۱) میں t ت کے خصائص پر توجہ دلاتے ہوئے t ت کی حقیقت پر غور کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ* وجود ظاہری طور پر ایـ Ķ ن ہونے کے رسول* پ ک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو عام Ķ نوں کے مقابلے میں ذہنی، فکری اور روحانی قوتوں کے # رکتنی امتیازی حیثیت حاصل ہے؟ اس پر غور کرو oÛÂü]pçj ''اے نبی! تم ان مخالفین سے کہو کہ کیا ایـ # ھا اور دیکھنے والا دونوں بر ابر ہو h ہیں؟'' تم لوگ اس* ت پر غور کیوں نہیں کرتے؟ ایـ نبیؐ اور عام Ķ ن کے درمیان یہی فرق ہے اور یہ فرق ہر دیکھنے اور سمجھنے والے کو معمولی طور پر غور وفکر کرنے سے حاصل ہو جا* ہے۔ 1 تعصب کے # ھیرے نے مخالفین کو گمراہی میں ڈال رکھا تھا۔

حضورؐ کی* زبان سے تعقل کی دعوت:

قرآن کریم نے رسول* پ ک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی* ز ن سے یہ اعلان کر* یا Øûp

¡]ǻ Ǿ]†Ûâ ûÜ ôkØ Ô]‚u]ç ôÜ]ç Õ] ǻ Ǿ] ç ǻ ۔

اکا :بارے میں t ت کے اگر میری ”[اے رسولؐ] آپ کہہ دیجئے کہ (یونس ۱۶) áçÛÏÃ
فیصلہ نہ ہوتا تو میں نہ تو تمہیں قرآن سناتا اور نہ اس کی خبر کرتا، میں نے تو اس کے قبل تمہارے
ساتھ ایک لمبی عمر گزاری ہے۔ تو تم لوگ غور کیوں نہیں کرتے؟“

چالیس سال گزر جانے پر حضورؐ نے اعلانِ t ت کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اتنی عمر گزرنے کے بعد اعلان t ت کی جو تشریح کی ہے وہ ترجمان القرآن کی خصوصیات میں داخل ہے، لکھتے ہیں: ”تمام علماء اخلاق ونفسیات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انسان کی عمر میں ابتدائی چالیس برس کا زمانہ اس کے اخلاق وخصائل کے ابھرنے اور W کا اصلی زمانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس عرصہ میں جو سانچہ بن گیا، پھر بقیہ زندگی میں وہ بدل نہیں سکتا۔ پس اگر ایک شخص چالیس برس کی عمر تک صادق وامین رہتا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ اکتالیسویں برس میں قدم رکھتے p ہی ایسا کذاب ومفتری بن جائے کہ انسانوں پر ہی نہیں Ê<33 †[ ]Š33Û33ç[ ] l æ[Ÿ… š ,پر افتراء کرنے لگے؟(ترجمان القرآن، دویم، ص۱۵۲) : اللہ تعالیٰ نے قرآن کی شان جلالت کا حوالہ دے کر انسان کو سورہ حشر میں غور وفکر کی دعوت دی اور موت وزندگی کے فطری قانون کا حوالہ دے کر مکافات عمل کی صداقت کے ساتھ، اور سورہ غاشیہ میں اسے غور وفکر کی دعوت دی گئی۔ سورہ روم میں مرد اور عورت کی تخلیق اور اس کے ازدواجی تعلق کے حوالہ سے انسانی معاشرہ کی بقاء اور اس کے ارتقاء کی : الٰہی مصلحت پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی۔

نتیجہ خیز تفکر کا فارمولہ:

قرآن کریم نے سورہ سباء میں تفکر وتعقل کا کامیاب ترین فارمولہ بیان کیا ہے جو انسان کو اصل نتیجہ پر پہنچانے میں مدد دیتا ہے، یعنی (۱) ذہن کو ہر قسم کے تعصب سے خالی کر کے عقل وفکر سے کام لیا جائے، (۲) غور وفکر ہر شخص الگ الگ بھی کرے اور & مل جل کر بھی غور وفکر اور تحقیق حال کی جستجو کریں، (۳) غور وفکر بے دلی اور لا پروائی کے ساتھ نہ ہو

بلکہ پوری سرگرمی اور سرگرم ہمت کے ساتھ کیا جائے۔ان شرطوں کے ساتھ جس کسی مسئلہ اور معاملہ پر غور وفکر کیا جائے گا تو اس میں اللہ کی مدد شامل حال رہے گی اور لوگوں کے سامنے صحیح نتیجہ ظاہر ہو جائے گا۔

خالق کائنات حکیم ہے:

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم ہے اور لوگوں کو: اللہ تعالیٰ کے لیے علم اور حکمت کی صفات پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔حکیم کا کوئی قول حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔ یہ مشہور قول ہے، پس اس خالق کائنات کو حکیم وصا # حکمت ماننے کا یہ تقاضہ قرار پاتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی » کردہ شریعت اور اس کی کائنات پر غور وفکر کیا جائے۔رسول* پ ک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسی قرآنی حکم کی تعمیل کرتے اور جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت ۱۱۹ کی تفسیر میں بیان کیا H یا ہے ،حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم آسمان کی طرف بنظر غور دیکھتے اور مذکورہ آیت کی تلاوت فرماتے۔

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم : اکی طرف سے نازل ہونے والے کلام قرآن کریم پر بھی غور وفکر کرتے اور اس کے معارف سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتے جیسا کہ آپ نے ایک صحابی کو سفید وسیاہ دھاگے کا مطلب سمجھایا اور بتایا کہ یہ استعارہ ہے، . # کہ صحابی اس استعاراتی کلام کو لغوی مفہوم میں لے کر اس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔قرآن اور اس کی آیت کا مطلب سمجھ کر عقیدہ اور خلوص M کے ساتھ عمل ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ عزیز الحکیم ہے:

قرآن کریم نے ۵۲ مقامات پر : اللہ تعالیٰ کو حکیم کی صفت سے یاد کیا ہے اور ان ۵۲ مقامات میں ۲۳ جگہ [ÜnÓv ö] Ün×Ã ö]çâ äÞ] کہہ کر حکمت کے ساتھ علم کی صفت لگائی گئی ہے اور ۲۹ جگہ [ÜnÓv ö] ^m^3Ã 3ö]ç3â ä3Þ] کہہ کر قوت وغلبہ کی صفت کے ساتھ حکمت کی صفت بیان کی ہے۔ظاہر ہے کہ علم اور حکمت لازم وملزوم ہیں، جو ذات علم کامل سے متصف ہوگی

وہ صا # حکمت و مصلحت بھی ہوگی اور صا # حکمت وہی ہوگا جو صا # علم بھی ہو، البتہ قوت کے ساتھ حکمت کا کیا جوڑ ہے؟ تفسیر قرآن کا یہ ا ی-*٠ زک مسئلہ ہے۔

,ترجمان القرآن کی اÐ ادیS:

اس تفسیری سوال کا جواب مولا٭ آزاد نے اپنی تفسیر الفاتحہ میں تعقل و تفکر کی دعوت کے تحت *ڈ ی ہے۔ مولا٭ آزاد نے قرآنی الفاظ العزی الحکیم کا حوالہ نہیں *ڈ ی، لیکن ان آ ی ت,پ جو سوال قائم ہو٭ ہے اس سوال کا جواب تفکر و تعقل کی بحث کے ضمن میں,ڑ ی تفصیل سے *ڈ ی ہے۔ مولا٭ کے الفاظ,پ غور کیجئے: "؛٭ ول قرآن سے پہلے تمام پیروان مذاہب نے د* کی پیدائش کا جو نقشہ کھینچا تھا، وہ حکمت و مصالح کے تصور سے ی- قلم خالی تھا۔ لوگ خیال کرتے تھے کہ طاقت و اختیار کے ساتھ حکم و مصالح کی رعاS جمع نہیں ہوسکتی۔ حکم و مصالح کی *پ بندی وہی کرے گا جو کسی کے آگے جو+ ہ ہو۔: اجو & سے,ڑ ا اور & ,پ حکمراں ہے، اس کے کام حکم و مصالح سے کیوں وابستہ ہوں؟ وہ مطلق العنان* دشاہوں کو دیکھتے تھے کہ جو جی میں آ* ہے کرا٭ رتے ہیں اور ان کے کاموں میں چون%ا کی گنجائش نہیں ہوتی، پس سمجھتے تھے کہ: اکے کاموں کا بھی یہی حال ہے، چنانچہ ہندوستان، مصر* بل، اور ی٭ ن کی تمام علم الاصنامی رو٭ ی ات اسی تخیل کا نتیجہ ہیں۔ دی٭ وں نے عشق* زی میں ر- رلیاں منا N اور ستارے پیدا ہوگئے۔ کسی دی٭ نے شکار کھیلتے ہوئے تیر مارا، پہاڑ پیدا ہHی۔ ای- دی٭ نے اپنی جٹا کھول دی، در* ی وجود میں آHی۔ اصنام,پ & اقوام کے علاوہ یہود اور عیسائیوں کے خیالات بھی اس* رے میں عقلی تصورات سے خالی تھے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ ای- مطلق العنان اور مستبد* دشاہ کی طرح: اکے افعال بھی حکم و مصالح کی جگہ محض جوش و ہیجان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ وہ غصہ میں آکر قوموں کو ہلاک کردیتا ہے۔ اور جوش محبت میں آکر کسی خاص قوم کو اپنی چہیتی قوم بنا8 ہے۔ بلاشبہ عیسائی تصور کا مایۂ خمیر رحم و محبت ہے، لیکن حکم و مصالح کے لئے اس میں بھی جگہ نہ تھی۔ کفارہ کے اعتقاد کے ساتھ حکم و مصالح کا

اعتقاد نشوونما نہیں پا سکتا تھا۔

قرآن تاریخ مذاہب میں پہلی کتاب ہے جس نے اللہ کی صفات وافعال کے لئے عقلی تصور قائم کیا، اور یہ حقیقت واضح کی کہ حکم ومصالح کی رعایت منافی قدرت نہیں ہے، بلکہ محاسن قدرت میں سے ہے۔ بلاشبہ اللہ جو کچھ چاہے کرسکتا ہے، لیکن اس کی حکمت وعدالت کا مقتضا یہی ہے کہ جو کچھ کرتا ہے، حکمت ومصلحت کے ساتھ کرتا ہے۔

اسی اصل کا نتیجہ ہے کہ اس نے تخلیق کائنات کا بھی جو نقشہ کھینچا، وہ سرتاسر عقلی نقشہ ہے یعنی حکمت وعلت اور اتقان کا نقشہ ہے اور اس لئے اس نے جابجا "تخلیق بالباطل" کے خیال کو کفر کی طرف نسبت دی ہے۔ ^Úæ š ...Ÿ]æ ð^ÛŠ]^ß³ï³x³ì ^³Úæ:]æ†ËÒ àm„‚] à¾ Ô ‚ƒ ¡³>^³e^³Û³ãß³ne ۔ ہم نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بغیر حکمت ومصلحت کے نہیں بنایا ہے۔ [یہ خیال کہ ہم نے بغیر حکمت ومصلحت کے پیدا کیا ہے] ان لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا۔

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عام طور پر مذہبی دنیا میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ قوت اور حکمت ومصلحت دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں جیسا کہ اہل دنیا کو سیاسی حکمرانوں کی زندگی میں نظر آ رہا تھا۔ قرآن نے العزیز الحکیم کہہ کر یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقتدار وقوت کے مالک ہونے کے باوجود اپنے فیصلوں میں حکمت اور مصلحت سے کام لیتی ہے۔

قرآن مجید اور سماجی علوم

ڈاکٹر اشتیاق دانش

اس عنوان سے کسی بھی شخص کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ عصر حاضر کے سماجی علوم کے* . رے میں کلام اللہ میں تفصیلی ہد*ا یت ہیں ، جن کا یہاں +· کرہ مقصود و مطلوب ہے۔ دراصل قرآن کریم C یدی طور پ ا یک کتاب ہدا$ ہے جس میں Kا ن کو پیش آنے والے بعض امور کا صریحاً ذکر ہے، بعض کی طرف اشارے کئے گئے ہیں اور چند ا یک کے* . رے میں بعض آ* یت سے ہد*ا یت ا:· کی جا سکتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ا یک ایسی کتاب جو قیامت ت- Kا نوں کی ہدا$ کے لئے *· ری گئی ہے، اس میں Kا ن کی سماجی، سیاسی، معاشی اور ثقافتی ز+ گی کے لئے صریحی* یا اشارتی* یا رمزی ہد*ا یت کا ہو*· ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں اپنے عہد کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا اور اکثر اپنی کوششوں میں کامیاب بھی ہوئے۔

کہا جا* ہے کہ سماجی علوم آج جس شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں وہ اٹھارہویں صدی کے مغرب میں وقوع+, یی Enlightenment کا نتیجہ ہیں۔ Enlightenment نے دراصل سماجی علوم کی داغ بیل ڈالی۔ آج سماجی علوم جس شکل میں ہمارے* پ س ہیں وہ دراصل گذشتہ تین صدیوں کے درمیان فروغ+, یی کے مختلف

مرحلوں سے گذر کر سامنے آئے ہیں +قسمتی سے یورپ کے زیر اثر بعض مسلمان بھی اس *بات پر یقین رp ہیں کہ موجودہ سماجی علوم کا خالق یورپ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بیسویں صدی میں خود بعض مغربی ماہرین سماجی علوم نے عرق ریزی سے تحقیق کر کے یہ *ثابت کیا کہ Enlightenment سے کہیں پہلے مسلمانوں نے کئی ان سماجی علوم کی داغ بیل ڈال دی تھی جو آج اپنی نہا$ ہی ترقی یافتہ شکل میں Ã آتے ہیں۔

قرآن مجید میں علم اور حصولِ علم پر کافی زور دیا H ہے۔ وحی الٰہی کی پہلی ہی چند آیت میں علم و قلم کے ذکر سے اسلام میں علم اور قلم و تحریر کی اہمیت کا# ازہ ہوتا ہے۔ مزید برآں قرآن کریم میں جا بجا غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے جس سے Ki ن کے# ر اجتہاد کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اور دیکھا جائے تو Ki نی سماج کے مطالعہ کے لئے جو طریقۂ کار بھی اX د کیا جائے، اجتہاد اس کی روح ہے۔ اس اجتہاد نے فی الواقع صدرِ اول اور زمانۂ وسطیٰ کے مسلمانوں کو علم و فن کی د* کا* ارباب بنا دیا۔ قرآن کے ساتھ احادیث رسولؐ میں بھی علم و قلم کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق علم حاصل کرنا ہر مسلم و مسلمہ پر فرض ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''حکمت مومن کی متاع گمشدہ ہے۔'' اور مسلمان کو اس امر کی تلقین کی گئی ہے کہ اسے جہاں بھی وہ حکمت Ã آئے، اسے اپنی چیز سمجھ کر حاصل کر لے۔

قرآن مجید اور احادیث رسولؐ کی ان اعلیٰ تعلیمات سے صدرِ اول اور زمانۂ وسطیٰ کے مسلمانوں کے ذہن و فکر پر بڑا گہرا اثر پڑا اور انہوں نے & سے پہلے قرآن و حدیث پر بڑی گہرائی سے غور کرنا شروع کر دیا، جن میں غور و فکر اور حکمت و دانائی پر کافی زور دیا H ہے۔

اگر غور کیا جائے تو خود قرآن مجید میں ہر سماجی علوم کی طرف واضح اشارے ہیں۔

قرآن مجید نے اپنے مخصوص ‡ از میں بعض ان‡ ر [واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا تعلق عیسائیوں، یہودیوں اور عرب کے G ین حق سے ہے۔ ایسی ‡ یت کی روشنی میں بعض لوگوں نے ‡ قاعدہ Islamic Concept of Philosophy and History کے نمود و ‡ قی کی کوشش کی۔ اسی طرح قرآن مجید میں بعض سائنٹفک حقائق کا ذکر ہے جن سے قرآن کے قاری کے ذہن کو سائنٹفک ہونے میں مدد ملتی ہے۔ شا‡ یہ ‡ ت ہم وثوق سے کہہ h ہیں کہ قرآن میں موجود سائنٹفک معلومات اور ‡ یت میں تفکر و‡ کی وجہ سے مسلمانوں میں اجتہاد کی روش عام ہوئی۔

فقہ کو عام طور سے ہم مسلمان ا ‡ ایسا علم سمجھتے ہیں جس میں ú زا ور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل کا ذکر ہے۔ لیکن ا‡ گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو فقہ ا ‡ نہ د & سماجی علم کے طور پر سامنے آتی ہے کیو è اس فقہ میں ہم مابین Ki ن معا5ت کے ‡ رے میں بھی پڑھتے ہیں اور اسے Ki نی سماج کو درپیش مسائل کو حل کرنے کا عمل بھی ‡ تے ہیں۔ یہ ‡ ت واضح رہے کہ شریعت کی C ی د قرآن وحدی$ پر ہے یعنی شریعت الٰہی کے ما ‡ قرآن وحدی$ ہیں جبکہ فقہ قرآن وحدی$ کو Ki ن کی ‡ گی میں ‡ فذ کرنے کی فقہی اور اجتہادی کوشش کا ‡ م ہے۔ غلطی سے ہم مسلمانوں نے اس فقہ کو ا ‡ جامد اور غیر ‡ قی ‡ یشی بنا کے رکھ ‡ ی ہے۔ حالا è حقیقت یہ ہے کہ فقہ اجتہاد کے توسط سے ہمیشہ اور ہر آن جاری وساری رہنے والا عمل ہے۔ فقہ اپنے اس مفہوم میں آج کے تقریباً تمام ہی سماجی علوم کی ماں ہونے کا درجہ حاصل کرسکتی ہے۔ ا‡ ہم صدر اول میں ¼ر ‡ یہ ہونے والی فقہ کا مطالعہ کریں تو ہمیں Ã ‡ ہے کہ اس میں %o ‡ وفرو ‡ # کے معا5ت بیان ہوئے ہیں جنھیں بجا طور پر اسلامی معاشیات کا پیش خیمہ کہا جاسکتا ہے۔ اسی فقہ میں ہم آج کی Legal Studies اور Jurisprudence کی %o یں بھی تلاش کر h ہیں۔

قرآن مجید میں کئی آ یت ہیں جن کی روشنی میں فن ریخ اور مطالعۂ آ رقدیم یعنی Historiography اور Archaeology کے بارے میں واضح ہدایت اور آنکھیں کھول دینے والے اشارے ملتے ہیں۔ دراصل قرآن مجید بار بار عہد رفتہ کی تہذیبوں اور ان کے معماروں کا ذکر کرتا ہے اور اپنے قاری کو یہ تلقین کرتا ہے کہ دیکھ کس طرح اپنے اعمال کی وجہ سے وہ تباہی و بربادی کا شکار ہوئے۔ اس قسم کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین نے متعلقہ قوموں کے بارے میں کافی معلومات فراہم کی ہیں۔ ان معلومات کی C د پر بعض اہلِ قلم نے اسلامی ریخ اور فن مطالعۂ آ رقدیمہ کو رواج دی۔ درحقیقت ارض القرآن اس جیسے موں سے عربی و اردو میں متعدد کتابیں پائی جاتی ہیں جن میں ریخ [Historiaogphy'[History اور Archaeology جیسے کافی علوم کے واضح : وخال Ã آتے ہیں۔ قرآن مجید سے Inspire ہوکر مسلمانوں نے جس فن ریخ کو جنم دی اس میں Anthropology Sociology, اور Economics کے عناصر Elements عہد وسطیٰ میں لکھی گئی مسلمانوں کی کتب میں موجود ہیں اور خود Enlightenment کے عہد کے یوروپی اہلِ قلم نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

آج حقوق Ƙ نی (Human Rights) کا موضوع بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مغرب ومشرق کی درسگاہوں میں Human Rights بطور ا- مضمون پڑھا یا جاتا ہے۔ اگر ہم قرآن وحدیث اور سیرت t ی کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو درج ذیل حقوق Ƙ نی کا صراحتاً ذکر ملتا ہے۔ دراصل ہم چاہیں تو قاعدہ حقوق Ƙ نی کا اسلامی عالمی چارٹر تیار کر h ہیں۔ [اس ضمن میں جارج% داق کی کتاب '' ç333 I [333Ã333Ö ,[èÖ ãnÞ^ŠÞŸ]' کا حوالہ دی جا سکتا ہے۔ جس کا اردو اور انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے]۔

ذیل میں بعض ان اہم حقوق Kl نی کا ذکر کیا جا* ہے جن پر اسلام نے کافی زور د* یا

ہے۔

۱-اسلام کی Ã میں تمام بنی نوع Kl ن، ± ، ر-َ ، *ژ ن، ذات اور طبقہ کی تفریق کے بغیر ا ی- عالمی. ادری کی طرح ہیں جس میں اخوت اور اتحاد کو غلبہ حاصل ہے۔ اسلام کی Ã میں پوری Kl M ا ی- ماں * . پ یعنی آدم وحوا کی اولاد میں ہے اور اس لئے & کے & قانون کی Ã میں . ا. ہیں۔

۲-اسلام میں Kl M کا ز. د & تصور** پ* جا* ہے جس کا & سے .ڑا ثبوت یہ ہے کہ یہاں ہر Kl ن کو جینے کا حق حاصل ہے اور اس کی جان .ڑ ی محترم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی ت غیب دی اور لڑکیوں کو قلت رزق کے خوف کی وجہ سے قتل کرنے سے روکا ہے۔

۳-حقوق Kl نی کے اسلامی چارٹ میں عدل وا « ف پ وری C ی دی مقام حاصل ہے، اسلامی ژ* ی & کا ہر فرد* ی شہری، خواہ وہ مسلم ہو* ی غیر مسلم سول حقوق، ذرائع معاش، یہاں -- کہ سیاسی شرا ٹ کے معاملے میں بھی عدل وا « ف* پ نے کا پورا حق ر r ہے۔ اسلامی ا « ف کی Ã میں امیر وغر ی$ سبھی . ا. ہیں۔

۴-اجتماعیت اور مختصر النوع ثقافتی طرز (Multi-culturalism) جیسے الفاظ بس گزشتہ تین دہائیوں سے g میں آ رہے ہیں۔ یورپ میں اس تصور نے خاص طور سے ۱۹۷۰ اور ۱۹۸۰ کی دہائیوں میں جنم لیا، . # وہاں ایشیائی لوگ کام کرنے کی غرض سے گئے اور ان کی آل اولاد یورپی اسکولوں میں پڑھنے لگی ۔لیکن اسلام میں یہ تصور شروع ہی سے** پ جا* ہے۔ اگر ہم دستور مدینہ کا مطالعہ کریں تو صاف Ã آ* ہے کہ اسمیں یہودیوں، مسلمانوں اور غیر مسلم عربوں کو یکساں مذہبی، ثقافتی، وعدالتی حقوق واختیارات دیئے گئے

تھے۔

۵- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق پوری طرح محفوظ ہیں۔ دراصل اسلامی تہذ ِ$ پہلی تہذ ِ$ ہے جس نے غیر مسلموں کو اپنی ر٭ ِ & کی حدود میں عزت سے جینے، تجارت کرنے، لیاقت کی C ِد ِپ منصب حاصل کرنے اور مذہبی خود مختاری جیسے حقوق دیئے۔ آنحضور صلعم کی ا ِ- حد ِ$ ہے "اسلامی ر٭ ِ & کی غیر مسلم رعا٭ ِ کو جو کوئی بھی ستائے گا، قیامت کے روز میں اس کے خلاف مدعی ہوں گا"۔ اس موقع ِپ اس عہد٭ ے کو ٭ ِ دکر٭ منا & ہوگا جو حضرت علیؑ نے •ان کے عیسائیوں کو ڈ ِ تھا۔[5 حظہ ہو ' ç33333 I [ä33np^33ŠÞŸ] èö] , 33Ã33ö] یعنی اہل بخران کی "ر+ گیوں، مذہب اور زمینوں اور دو) کی حفاظت کی جائے گی۔ ان کی موجودہ حا) میں کوئی تبد ~. وئے کار نہیں لائی جائے گی۔ ان کے حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوگی۔ ان کے تجارتی قافلوں اور وفود کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی Cardinal کو اس کے منصب سے ہٹا ٭ ِ نہیں جائے گا۔ اور نہ ہی کسی Hermit (سادھو) کو اس کے طریقۂ ر+ گی سے روکا جائے گا %ء چوں کے متولیوں کے کاموں میں مداخلت نہ ہوگی وغیرہ وغیرہ"۔

۶- اسلام میں صنف٭ ز ک، عورت کے حقوق نہ صرف صراحتاً بیان ہوئے ہیں بلکہ مسلمانوں کو قرآن وحد ِ$ نے صریحی ہدا ِ$ دی ہے کہ عورتوں کے حقوق پوری طرح انہیں دیئے جا N ۔ ورا$ ، حقوق ملکیت، حق تعلیم، شادی کرنے اور توڑنے کا انہیں بھی اسلامی حق حاصل ہے، جس طرح ا ِ- مسلم مرد کو حاصل ہے۔

اگر گہرائی سے قرآن وحد ِ$ کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی روشنی میں عہد وسطیٰ کے مسلمانوں نے جو لیٹرZ تیار کیا ان ِپ بھی Ã ڈالی جائے تو صاف Ã آئے گا کہ علم سیا & ، علم نفسیات (Psychology)، علم عوامی امور انتظامی (Public

(Administration علم جغرافیہ (Geography)، علم معاشیات (Economics) اور فلسفہ (Phylosophy) وغیرہ جیسے مضامین کو ترقی دینے میں بھی مسلمانوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا میں اور خصوصاً جمود و انحطاط کی شکار مسلم دنیا میں اس بات کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جانی چاہیئے کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ایک نئی سوشل سائنس کو معرض وجود میں لایا جائے۔ شاید آج کی مسلم دنیا کے مسائل حل کرنے میں اس سے بڑی مدد ملے۔

*اس ضمن میں قاہرہ اعلامیہ [Cairo Declaration] پر غور کیا جاسکتا ہے اور ایک All Inclusive and Comprehensive Human Rights Chart دنیا کے سامنے بطور ایک غور و فکر پیش کیا جاسکتا ہے۔ ایڈیٹر

قرآن کریم اور فن خطاطی

ڈاکٹر سید فاروق

!áç¿Ê^v ö äö ^þ]æ †Ò„ö] ^ßö^þ àvþ ^þ]

(بیشک ہم نے قرآن کریم کو* ز ل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)

کلام ِ* پ ک بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جس کو اللہ ربّ العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر* ز ل کیا، اور حضور* پ ک ﷺ نے Ÿž] ä³ö] Ÿ] ² Ú³v Û, ...‰ç Ù] ² ˟˟ (یعنی نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) کا پیغام پوری د* کو د* ی۔ کلام * پ ک میں اللہ تعالیٰ نے چار طرح کی آ یتیں* ز ل کی ہیں: ا یـ عقا‡ ، دوسرے احکامات، تیسرے واقعات، چوتھی مثالوں سے وابستہ ہیں۔

یہ وہ مبارک کتاب ہے جس کی تلاوت، جس کا سیکھنا اور سکھا* ، جس پر عمل کر* ، اور جس کی نشر واشا ‹ کر* ، د* و آ% ت دونوں کی عظیم سعادت ہے۔

حضو ر* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابتدائے وحی سے کلام ِ* پ ک لکھوانے کا خاص اہتمام فر* یـ۔

چنانچہ قرآنِ کریم کی پہلی وحی میں سورۃ علق کی جو آ یتیں* ز ل ہوئی تو حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان آیتوں کو سن کر گھر کی طرف چلے، تو قلبِ اطہر بے حد دھڑک رہا تھا۔ حضرت : یجہؓ سے فر* یـ‡ö³ö‡Ûö‡ ö ‘‘ مجھے چادر اڑھا دو، مجھے چادر اڑھا دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم* پ ک کو چادر اڑھادی گئی، جس سے قلبِ اطہر کو سکون ہوا۔

پھر حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام واقعہ حضرت : یجہؓ سے بیان کیا۔ اس کے بعد حضرت : یجہؓ آپ کو اپنے ہمراہ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے* پ س لے گئیں جو تور$ وانجیل کے ب ڑے عالم تھے اور لکھنا پ ڑھنا جا... تھے۔

لیکن ہمیں یہاں اس* ب ت کی تفصیل نہیں مل سکی کہ & سے پہلے ان آیتوں کو کس کاتبِ وحی نے لکھا۔

حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو خود نہیں لکھا، حالا èلکھ h تھے، جیسا کہ صلحِ حدیبیہ میں حضرت علیؑ نے . # محمد الرسول اللہؐ کی جگہ محمدؐ بن عبداللہ لکھنے سے معذرت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے محمدؐ بن عبداللہ لکھا۔

بہر حال حضورِ* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں چالیس سے ز4 صحابۂ کرام کتا$ وحی پ مامور تھے۔

ان میں سے ہر وقت کوئی نہ کوئی حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی : مت میں ضرور حاضر رہتا تھا۔ . # کوئی آ$* یہ سورۃ* ‧زل ہوتی تو کاتبِ وحی کو بلا کر لکھوا دیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ز+ بن*ث $ؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے وحی کی کتا$ کر*ت تھا۔ اور قرآنِ کریم کی کوئی آ$* یہ کوئی سورۃ* ‧زل ہوتی تو حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی ہدا$ فرماتے کہ اس آ$ کو فلاں سورۃ میں فلاں آ$ کے بعد* یہ اس سورۃ کو فلاں سورۃ کے بعد لکھ لیں (علوم القرآن بحوالہ طبرانی)

بہر حال ان آیتوں کے* ‧زل ہونے کے بعد سے ہی کتا$ کا یہ سلسلہ شروع ہH اور رفتہ رفتہ جیسے جیسے *یت* یہ سورتیں* ‧زل ہوتی رہیں حضور* پ ک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاتبینِ وحی کو بلا کر لکھواتے رہے۔

اُس وقت قرآنِ کریم کی *یت* یہ دہ ‧ پتھر کی سلوں، چمڑے کے* پ رچوں، کھجور

کی شاخوں *۔ نس کے ٹکڑوں، در # کے پتوں اور حلال جانوروں کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں۔

عہدِ رسا) میں کلام *پ ک کا ا ۔ نسخہ وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اپنی نگرانی میں مکمل طور پر لکھوا *۔ تھا اگرچہ وہ مجلد نہیں تھا۔

جیسا کہ قران کریم کی %ی آ $ '' y [illegible]

(۳ $ آ ، ہ + المائ)'' ý [illegible]

(یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر *ی اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو پورا کر *ی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے اعتبار سے پسند کرلیا)

یہ آ $ حجۃ الوداع کے موقع پر مقامِ عرفات میں ذوالحجہ کی ۹* ریخ کو شام کے وقت *ازل ہوئی *۔ اسی طرح وہ حد $ جس کو حضور *پ ک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فر *ی کہ ''اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں ہے۔ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا * ہوں۔ اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو گمراہ نہیں ہوگے، کتاب اللہ (قرآن مجید) اور میرے اہل M۔

لہٰذا آ $ اور اس حد $ سے یہ *بت مکمل طور پر عیاں ہوجاتی ہے کہ قرآنِ کریم آپ کے زیرِ سایہ مکمل ہو H تھا۔

اس کے علاوہ بعض صحابۂ کرامؓ نے بھی اپنی *ی دداشت & کے لئے *یتِ قرآنی لکھ کر اپنے *پس ذاتی طور پر محفوظ کررکھی تھیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ، حضرت امام حسینؑ اور امام زین العا+ ینؑ کے دستِ مبارک سے لکھے ہوئے قرآنِ کریم کے اوراق آج بھی موجود ہیں۔

اب اس *بت کے واضح ہوجانے کے بعد کہ قرآنِ کریم حضور *پ ک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دور میں مکمل ہو H تھا، یہ کہنا کہ کچھ آیتیں رہ گئی ہیں *ی یہ کہ بعد میں کسی نے اس

کے H# رکچھ داخل کرڈ* یے ہے، یہ کلام کلامِ کفر ہو گا۔

بہر حال حضورِ* پ ک صلی اللہ علیہ وا لہٖ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے زمانے میں قرآنِ کریم کی اشا (کا کام ہوا، اس کی جلد سازی ہوئی اور ہر خلیفہ نے اپنے اپنے وقت میں اس کے اوپ کام کیا اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؑ، اور حضرت حسینؑ & کا حصہ اور ہر ای- کی جستجو ہے اور آج -- یہ سنتِ رسولؐ جاری ہے۔

پہلے جو قرآنِ کریم لکھا H یا تھا اس میں نقطے، زِ. ، زِ ی، پیش نہیں لکھے گئے تھے، کیوè قرآنِ کریم سات قرائتوں میں* زل ہوا تھا،

لہٰذا شروع سے ہی ایسے رسم الخط کو استعمال میں لا* یا H جو تمام متوا" قرائتوں پ مشتمل ہو (چنانچہ خطِّ عثمانی میں یہ صفت موجود ہے۔)

دوسری* بت یہ بھی ہے کہ اہلِ عرب میں ابتداً حروف پ نقطے لگانے کا رواج نہیں تھا، بلکہ لکھنے والا خالی حروف لکھنے پ اکتفا کر* تھا اور پ ڑھنے والے اس طرز کے اتنے عادی تھے کہ انہیں بغیر نقطوں کی تحریپ ڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی۔ سیاق وسباق کی مدد سے مشتبہ حروف کا امتیاز بھی* آسانی ہو جا* تھا اور نقطے ڈالنے کو بسا اوقات معیوب سمجھتے تھے۔ جس طرح سے ہم اردو کو بغیر زِ. زیِ کے روانی سے پ ڑھتے ہیں۔

قرآنِ کریم پ & سے پہلے نقطے لگانے کا کا* مہ حضرت علیؑ کے بتانے سے ابوالاسود دوئلیؒ نے ا• م* دِ ی۔ (علوم القرآن بحوالہ البرھان فی علوم القرآن)

لیکن یہ حرکات اس وقت اس طرز سے نہیں تھے جیسے آج کل ہیں، بلکہ زَ. کے لئے اوپ ا- نقطہ، زیِ کے لئے حرف کے نیچے ا- نقطہ، پیش کے لئے حرف کے سامنے ا- نقطہ، تنوین کے لئے دو نقطے مقرر کیئے گئے۔

بعد میں حجاج بن یوسف نے حسن بصریؒ، یحیٰ بن یعمرؒ، 3/4 بن عاصم لیثیؒ سے بیک

وقت قرآنِ کریم پر نقطے اور حرکات دونوں لگانے کی فرمائش کی اس موقعے پر حرکات کے اظہار کے لئے نقطوں کے بجائے زبر، زیر، پیش کی موجودہ صورتیں مقرر کی گئیں تاکہ ذاتی لفظوں سے ان کا التباس پیش نہ آئے۔اسی طرح منزل، پارے، رکوع، رموزِ اوقاف کی علامات بھی متعین کی گئیں۔

پریس (Press) ایجاد ہونے کے بعد & سے پہلے ۱۱۱۳ھ میں ہیمبرگ میں قرآن کریم طبع ہوا، جس کا ایک نسخہ آج بھی مصر کی لائبریری ''دار الکتب المصریہ'' میں موجود ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دور سے ہی عربی تحریر کے اندر ایک سائنٹفک چینجز اور ایک کیلی گرافک آرٹ شروع ہو گئے تھے۔

جیسے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مُہر کا عکس دیکھیں تو اس کے اندر بھی آپ خطاطی کی باریکیوں کو پائیں گے۔

بہرحال خطاط حضرات نے خطاطی میں اپنے فن کو اجاگر کیا اور خط کوفی، خط بہار وغیرہ میں قرآن کریم کی خطاطی کی۔

اسی طرح تلفظ کی ادائیگی اور ترتیل سے قرآن کریم پڑھنے کے لئے قدیمی دور سے ہی قرآنِ کریم لکھنے میں مختلف رنگوں کا استعمال کیا گیا۔کچھ خطاط حضرات نے مد کو سرخ رنگ سے لکھا اور کچھ حضرات نے اللہ رب العزت کا نام قرآنِ کریم میں جہاں بھی آیا ہے، اس کو بھی سرخ رنگ سے لکھا اور یہ صرف لفظ اللہ ہی نہیں، بلکہ جہاں ''اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ'' کی ذات مراد ہے وہاں بھی سرخ رنگ استعمال کیا گیا، لیکن جہاں غیر اللہ کا تذکرہ ہے وہاں یہ طریقہ نہیں اپنایا گیا۔

اسی طرح نون غنّہ اور ساکن کے رنگ الگ کر دیئے گئے۔ یہ سارے طریقے اس لئے اپنائے گئے کہ رنگ دیکھ کر آدمی پہچان لے اور تلاوت کرتے وقت اللہ ربُّ العزّت

کی عظمت کا دل میں خیال رکھے اور اس کے لئے قرآن کریم کا پڑھنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ فن قرأت بھی دو روحی سے اب تک جاری ہے۔

بہرحال کلامِ پاک کا لکھنا اور اس کی طباعت اس طرح ان حدود کے ساتھ ایک سائنٹفک ورک کے طرز پر بڑھتے رہے اور خطاطی کے علاوہ کتابت کے بھی نئے نئے فن ایجاد ہوئے، جس میں کلامِ پاک کی ضخامت، موٹے اور باریک قلم کے استعمال اور دیگر فنون کی وجہ سے کلامِ پاک کا مختلف وزن بھی شامل ہے۔

چنانچہ باریک سے باریک سوئی کے نوک کے برابر قلم سے قران کریم لکھا گیا، جیسا کہ فنگر ٹپ (Finger Tip) کے برابر کلامِ پاک یہیں دہلی میں ایران کلچرل ہاؤس میں نمائش میں رکھا گیا تھا، جس کو گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ (Guinnes Book of World Record) میں سب سے چھوٹی کتاب کا خطاب ملا تھا اور موٹے موٹے بانس کے قلم سے بھی لکھا ہوا نسخہ، جیسا کہ ایک نسخہ کلیر شریف میں آج بھی محفوظ ہے جو بہت موٹے بانس کے قلم سے لکھا ہوا ہے، جس کا وزن تقریباً ۳۵ کلوگرام ہے۔ اسی طرح نابینا لوگوں کے لئے خط بریل میں بھی کلامِ پاک لکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ کتابت میں قرآنِ کریم جس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے، موجود ہے۔ اس کو الفی کلامِ پاک کہا جاتا ہے۔ ایک کلامِ پاک جس کی ہر سطر واؤ سے شروع ہوی، اس کو داؤی کلامِ پاک کہا گیا۔ ایک کلامِ پاک جس کا ہر پارہ ایک صفحہ میں لکھا گیا ہے، اس کو ورقی کلامِ پاک کہا گیا۔

کلامِ پاک کے لکھنے میں اس چیز کا اہتمام شروع سے تھا کہ ایسا لکھا جائے جس کی وجہ سے لکھنے کے ساتھ ساتھ پڑھنے میں بھی آسانی ہو جائے۔ جیسے جیسے دور اور وقت بدلتا گیا اس چیز کے اوپر کام نے بھی بتدریج ترقی کی۔

یہ خصوصیت صرف عربی تحریر کے ساتھ رہی ہے کہ اس کا لکھنا مختلف انداز اور مختلف

طرh ں سے بھی ممکن ہے۔

فنِ خطاطی اور فنِ قرأت کے متعلق جو بھی طر j اپنائے گئے ان میں سے کچھ اوراق کے عکس آپ ڈسپلے پر دیکھ h ہیں۔

بہرحال . # سے قرآن کریم کا نزول شروع ہوا اس وقت سے لے کر آج -- قرآنِ کریم کے الفاظ کو بہتر سے بہتر ‡ از میں لکھنے کے لئے نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ د v اقوام نے بھی جو محنتیں کی ہیں اور جس طرح سے والہانہ شغف کا اظہار کیا ہے، اس کا تحری میں لا* بہت مشکل ہے۔

کتاب$ کے ساتھ ساتھ شروع شروع میں قرآن کریم کی حفاظت میں قوتِ حفظ سے بھی کام لیا H۔ کیوè اللہ تعالیٰ نے اہلِ عرب کو حفظ کی ایسی قوت » فرمائی ہے کہ ایک ایک شخص ہزاروں اشعار کا حافظ ہو* تھا۔ یہ حفظ کا معمول صرف شہریوں ہی -- محدود نہیں تھا، بلکہ دیہات کے رہنے والوں کو بھی اپنے خا‡ ان اور گھوڑوں -- کے ©* یاد ہوتے تھے۔

حفظِ قران کی یہ شان خود قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے]çiÖÖaûû] aûö öaûôl ^33ßÕaûöl ^33ioaûaûôæ ý Ü³xÖãû" (سورۃ العنکبوت، ۴۹) (بلکہ وہ کھلی کھلی ¶K * ں ہیں جو علم والوں کے سینوں میں محفوظ ہیں)۔

& سے پہلے حافظِ قرآن خود حضور* پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ " äÞ•†Î æ äÃÛq ^ßn×³Â áÚ]½ äe ØrÃjÖ Ô Þ^ŠÖ äe Õ †v³iŸ" (سورۃ]ÏÖ³ÛÈè، آیت ۱۶-۱۷) (آپ وحی کو جلدی یاد کرنے e کے خیال سے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے (کیوè) اس (قرآن) کو جمع کرنا اور پڑھوانا تو ہم نے اپنے ذمہ لے لیا ہے)۔

یہ آ$ اس* ت کا ثبوت ہے کہ وحی کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آیتیں حفظ ہوجاتی تھیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ا یـ بچے کو جس کی عمر ساڑھے چار سال تھی جو لکھنا پڑھنا نہیں جا{ تھا اس کے ہاتھوں سے پورے قرآن کریم کو Ü کرا* یـ جس کے ہاتھ کا لکھا قرآن کریم کا عکس آپ ڈسپلے پر دیکھ h ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ صحابۂ کرام میں بھی قرآنِ کریم از* یـ د کرنے والوں کی ا یـ بڑی جما(تھی۔

فنِ خطاطی اور فن آرٹ میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ * پن جاری وساری رہا۔ چودہ سو پچیس سال کے # ر پوری د* کی امت مسلمہ نے اس پر کام کیا اور لکھتے رہے۔ آج کمپیوٹر کا دور آنے پر اس میں چار چا# لگ گئے ہیں۔ یہ ا یـ ایسا کام، ایسا شوق اور بہ ہے کہ # -- امتِ مسلمہ د* میں رہے گی یہ کام جاری وساری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

قرآن کریم میں سورتوں، آیتوں، زبر، زیر، پیش وغیرہ کے تعداد کی تفصیل:

قرآنِ کریم کی مکمل سورتوں کی تعداد ۱۱۴ ہے جن میں مکی سورتوں کی کل تعداد ۸۷ ہے اور مدنی سورتوں کی کل تعداد ۲۷ ہے۔

کل آ* یـ ت اہل کوفہ کی تحقیق سے چھ ہزار دو سو چھتیں (۶۲۳۶) ہیں، یہ تعداد وہ ہے جس کو سلیم، کسائی اور حمزہ نے Ü کیا ہے اور حضرت علیؓ کی جا$ بھی اسی کو منسوب کیا H ہے۔ رکوع* پانچ سو چالیس (۵۴۰) ہیں۔

ابو محمد الحمانی فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف کے حکم کے مطابق چار ماہ کی مدت میں کلماتِ قرآن کو شمار کیا، کل تعداد کلمات ستتر ہزار چار سوا{ لیس (۷۷۴۳۹) معلوم ہوئے، کل تعداد حروف و ا$ ابو محمد الحمانی تین لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس (۳۴۰۷۴۰) ہے۔

تعدادِ ز ... پن ہزار دو سو بیالیس (۵۳۲۴۲)، اور تعداد ز یـ ا{ لیس ہزار* پ 2

بیاسی (۳۹۵۸۲) ہے۔ پیش آٹھ ہزار آٹھ سو چار (۸۸۰۴)، مدّات ا- ہزار سات سو اکہتر (۱۷۷۱)، تشد±ی ا- ہزار دو سو چوہتر (۱۲۷۴)، نقطے ا- لاکھ* پانچ ہزار چھ سو چوراسی (۱۰۵۶۸۴) ہیں۔

حج وقر.نی سے فارغ ہو کر آنحضرتؐ ۱۴ ذی الحجہ کو مدینہ سے مکہ چلے۔ قری$. جحفہ مقام خم, پہنچے تو یہ آ $. ,¨ ی ۔ ^mZ]^`m] ^Ú Ùç‰†Ö] ÈxeÙ^Þ] nÖ] Ô àÚ e… Ô æ] Üá Ö ØÃËi ÙçÊ ^Ú kç×è… ‰^Ö è æ ]Ö×ä ’ Û Ô àÚ ]^Ö‚Œ ý ‘ پھر رسول نے àÚ³Ò k³ß³ åÚçŸ Ê` ,,] Â×o åÚçŸ کہا ......]5 حظہ ہو تفسیر در منثور، جلد۲، ص ۳۹۸] -ایڈیٹر

قرآن حکیم اور مسائل تصوف

ڈاکٹر یحییٰ انجم

اسلام آفاقی مذہب ہے لہذا اس کی نشرواشا (کے لئے اللہ تعالیٰ نے د* میں C ۓ ومرسلین کو داعی اور ہادی بنا کر مبعوث فر* ۓ۔ & سے ‌%ō میں خاتم الC ۓ ءسید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم د* میں تشریف لائے۔ # -- ظاہری حیات کے ساتھ یہC ۓ ء د* میں رہے خلق کو اللہ تعالیٰ کے معارف اور اس کے اسرار کے حصول کی راہیں بتاتے رہے۔ آج اس دور میں علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ علم اور ارشاد کے سلسلے کو جاری و ساری رکھیں۔

قرآن حکیم کتاب ہدا$ ہے۔ ارشا* ری تعالیٰ ہے]ÛÜ3ÜiÜ†ÜÜá â³, p Ü³×ß^Œ

! á^Î†Ëü]æ p , ãü] àÚ I ^ßneæ

(ا) لوگوں کے لئے ہدا$ اور (رہنمائی اور فیصلہ کی) روشن* تیں اس کتاب ہدا$ میں ہیں۔ بہتر تعلیم کے لئے خود ہادی عالم معبوث ہوئے اور آپ کی بعثت کا مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم اور اس کے ساتھ *کیہ Ñ قرار*ۓ۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر واضح لفظوں میں اس* ت کیطرف اشارہ ملتا ہے۔ ارشا* ری تعالیٰ ہے:

ÜÓnÒ^ãæ ^ßi^ã• ÜÓn×Â]ç×jã Ü³Ó³ß³Ú Ÿç³‰… Ü³Ó³nÊ ^³ß³×³‰…] ^³Û³Ò

قرآن حکیم کی اس آ$ میں تزکیہ Ñ کو اولیت دی گئی ہے اور بعض آ*یت میں تزکیہ Ñ کے ساتھ کتاب وحکمت کی تعلیم کو بھی شامل کیا H ہے۔ پورے قرآن حکیم میں چھ مقامات پر تزکیہ Ñ کا ذکر ملتا ہے: ان آ*یت میں کہیں تزکیہ Ñ کو مقدم بنا کر اور کہیں اسے کتاب وحکمت کی تعلیم کے بعد بیان کیا H ہے۔ یہاں بحث تقدم *و% کی نہیں بلکہ یہ ہے کہ جو کتاب ہدا$ کے لئے نبیؐ پر *زل ہوئی اس میں کا رt ت میں تزکیہ Ñ پر بھی خصوصی زور کیوں *یH ہے؟ اس کی وجہ غالبًا یہی ہے کہ پہلے Kاُن کے Ñ کا تزکیہ کیا جائے اور دل کو صاف وشفاف کر کے آئینہ بنا*یجائے کہ ''نورِ الٰہی'' کی شعاعوں سے Kان کا دل مجلیٰ بن سکے اور بندہ حق اپنے دل کو د* و% افات کی آماجگاہ نہ بنا کر اسے *یدالٰہی'' سے معمور رکھ سکے۔ اللہ کے وہ بندے جو اپنے دل کو ہمیشہ *یدِالٰہی سے معمور رp ہیں اور علائق د* سے بیگانہ ہو کر اپنی بیش قیمت ز+ گی عبادت و*ریضت میں بسر کرتے ہیں، وہی درحقیقت : ا کے مقبول بندے ہوتے ہیں۔ عبادت و*ریضت کے متعدد طرj ہیں، 1 عبادت کا وہ طرi جس میں بندہ یہ تصور کرے کہ میں اپنے رب کے حضور کھڑا ہوں، اسے شریعت اسلام میں ''احسان'' سے تعبیر کیا H ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ا-ِ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمع عام میں تشریف فرما تھے کہ ا-ِ شخص پیدل چلتا ہوا : مت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ *یرسول اللہ ! ایمان کیا ہے؟ فر*یایمان یہ ہے کہ اللہ پر اور اس کے & فرشتوں پر اور اس کے & رسولوں پر، اس کی 5 قات پر اور آ%میں قبر سے اٹھنے پر ایمان لائے۔

اس نے کہا *یرسول اللہؐ اسلام کیا ہے؟ فر*یا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس طرح کہ اس کے ساتھ کسی کو شر-ِ نہ ٹھہرائے اور لاُزا ادا کرے اور فرض زکوٰۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھے۔

اس نے عرض کیا* یا رسول اللہ احسان کیا ہے؟ فرما* یا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت
اس طرح کرو گو* یا تم اس کو دیکھ رہے ہو، پھر اس طرح کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ
تمھیں دیکھ رہا ہے (۳) یہ حد $ بہت طویل ہے اور علماء کے یہاں حد $ جبر L سے
مشہور ہے۔ اس طویل حد $ میں محل Ã یہی آ%ی جملہ ہے جس کا تعلق ''احسان'' سے
ہے۔ شارح بخاری مولا* مفتی شریف الحق امجدی نزہۃ القاری میں حد $ کے اس ٹکڑے
کے ضمن میں فرماتے ہیں:

یہی تصوف کی اصل ہے جس کی شرح میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں اور ہزاروں لکھی
جا N گی۔ ان & کی تفصیل یہ ہے کہ ایمان اصل الاصول ہے، اس کی فروع اعمال ہیں۔
اعمال کی ادائیگی کے اعتبار سے تین درجے ہیں:

۱- اوّل D تفصیل فقہ شرائط کے ساتھ ارکان ادا کر لئے جا N ۔ اس سے آدمی
فرض سے سبکدوش ہو جا* ہے۔ یہ عوام کے لئے ہے۔

۲- عبادت میں کم از کم یہ تصور ہو کہ معبود ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یہ خواص کا مقام ہے۔

۳- عبادت میں یہ حضور و شہود ہو کہ گو* یا عابد معبود کو دیکھ رہا ہے یہ اخص الخواص کا
مقام ہے۔

۴- عبادت کی روح، جسے حد $ جبرا L میں احسان کہا H یا ہے، اگر عبادت سے
. ا ہو جائے تو محض ظاہری افعال* . قی رہ جا N گے جن میں ذوق ہو گا نہ نور ا M، نہ سکون
قلب ہو گا اور نہ روحا M۔ بقول ڈاکٹر اقبال

شوق" اگر نہ ہو میری û زکا امام — میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

احسان کا لفظ کوئی اجنبی اور غیر مانوس نہیں، یہ لفظ کتاب الٰہی اور L t ی میں اپنی
تعریف اور تمام شعبہ ہائے ضروریہ کے ساتھ موجود ہے۔ اور احسان کا جو اصل مفہوم ہے اسی
معنی میں قرآن حکیم میں یہ آیت کریمہ موجود ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible] — بیشک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے، وہ رات میں کم سو*یں کرتے اور پچھلی
رات استغفار کرتے اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا)۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ہدا$ اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے اور جو ںاز
قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور %ت پر یقین لا N وہی اپنے رب کی ہدا$ پر ہیں اور انہیں
کا کام بنا)۔

حد$ جبر L سے یہ* بت مکمل طور پر معلوم ہوجاتی ہے کہ احسان اسلام میں کسی
غیر ضروری شئے کا* م نہیں بلکہ دین کا رکن ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ کوئی شخص اسے
تسلیم نہیں کرتا تو گو* یہ کہ اس کا دین مکمل نہیں۔

احسان ہی کا دوسر* م تصوف اور عرفان ہے۔ اس زمانہ میں یہ احسان اسی* م سے
متعارف ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ ازالۃ الخفا میں
فرماتے ہیں:

تصوف بعرف شرع* م واحسان ا & (ے) (تصوف کو عرف شرع میں احسان
کہتے ہیں)۔

ضروری ہے کہ تمام دینی امور کی* پابندی کے ساتھ تصوف کی طرف بھی میلان قلب
ہو اور اس میلان کی C دی طور پر کئی وجہیں ہیں جن کا ذکر اختصار کے ساتھ ذیل میں کیا جا رہا
ہے:

ا:احسان دین کے ارکان میں سے ہے۔ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم دین کے تمام ارکان پر عمل کریں۔

ب:تصوف ایسا علم ہے جس میں Ñ کی بیماری کے علاج اور اس کے اسباب سے متعلق بحث کی جاتی ہے* کہ سالک کو اس قابل بنا* جا سکے کہ وہ مرتبہ فلاح وکمال -- پہنچ سکے۔ ارشاد* ری تعالیٰ ہے:

ÒÖ^i àÚ x×Ê] ,Î (۸) (بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا)

پ: تصوف *م ہے صحابہ* بعین اور سلف صالحین کے اخلاق کا، جن کی اقتدا کرنے اور جن سے ہدای$ حاصل کرنے کا ہمیں حکم* یHَ ہے۔

ت: طر g میں شیخ کامل کی صحبت اور اس کی اقتدا بہت ضروری ہے۔ ارشاد* ری تعالیٰ ہے: æ]fi³Ä ‰f³Ø Úà]Þ^h]Üo (۹) (اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لا* ی) اور یہ صحبت اس لئے ضروری ہے کہ اس کے* ؤ سالک کے Ñ سے ہر طرح کی رعو$ نکل جائے۔

ث: تصوف میں Kا ن کی بصیرت روشن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی ہمت بھی بلند ہو جاتی ہے۔ اللہ کے علاوہ ہر شخص سے اس کا* طہ ٹوٹ جا* ہے۔

ج: تصوف میں ذکرِ الٰہی کی کثرت ہوتی ہے اور اس سلسلے میں صحبت شیخ سے استعا$ کی جاتی ہے۔ ذکرِ الٰہی سے دل مزکیٰ ہو* ہے اور اسے ایسی طما M قلب حاصل ہوتی ہے جو د* کے کسی کارخانہ میں میسر نہیں۔ ارشاد* ری تعالیٰ ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۱۰) (سن لو اللہ کی* دہی میں دلوں کا چین ہے) اور اس ذکر کی کوئی حد نہیں جس قدر ذکر الٰہی کیا جائے بندے کے حق میں مفید ہوگا۔]ç×Ö] àéƒ] ^ãm]^³ی]ÚæÏç (۱۱) (اے ایمان والو اللہ کو بہت *ی دکرو اور صبح وشام اس کی* پ کی بولو)

ان تصریحات سے معلوم ہوٹ ہے کہ دین کے دوسرے ارکان کی طرح احسان بھی
,. ڑی اہمیت کا حامل ہے۔

تصوف کے حاملین کو صوفی کہا جاٹ ہے۔ ای- صوفی کے لئے جن C ی دی صفات سے متصف ہوٹ ضروری ہے۔ ان میں درج ذیل صفات ,. ڑی اہمیت کی حامل مانی جاتی ہیں:

۱- اس کا دل صاف ہو۔

۲- اپنے Ñ کو ہلاک کر چکا ہو۔

۳- حرص و ہوس اور طمع سے وہ . B آزما ہو کر کامیاب ہو چکا ہو۔

۴- متبع L ہو۔

۵- جاہ د * سے متنفر اور بیزار ہو۔

۶- تمام رشتے توڑ کر صرف اللہ سے اپنا رشتہ استوار کر چکا ہو۔

۷- ہر وقت یِ دِ الٰہی میں غرق رہتا ہو۔

یہ وہ اہم صفات ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ای- صفت سے بھی صوفی عاری ہے تو وہ صوفی کہلانے کا مستحق نہیں۔ انہیں فضائل و محاسن کی C ی دپ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے [Û³Û³ï³ ,, Ú³à [Û¹ــ ¡ Ù میں صوفیائے کرام کے طور وطریق کو احسن و افضل قرار دی ہے۔ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے راستے پ چلنے والے صوفیائے کرام ہی ہیں اور انہی کی سیرت و عادت & سے افضل و,. ہے۔ ان ہی کا طر i وراستہ & راستوں سے سیدھا ہے، ان ہی کے اخلاق & اخلاق سے پ کیزہ ہیں...... جو طریق ایسا مقدس ہو اس کی پہلی شرط ماسویٰ اللہ کے دل کا پ ک وصاف ہوٹ ہے، اس کا پہلا مرحلہ بجائے تحریمہ ز کے ذکرِ الٰہی میں دل کا مستغرق ہوٹ ہے اور اس کا آخری درجہ . لکلیہ فنا فی اللہ ہوٹ ہے(۱۲)

سالک کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ وخشیت ر. نی ہو اور یہ اسی

وقت ممکن ہوگا۔ # اسے اپنے رب کی یقینی معرفت حاصل ہو کیوè معرفت رب کے بعد دل میں تقویٰ کا ہو*·* ٗ ، ۔ یہ ہے۔۔ # اول میں تقویٰ ہوگا تو اِ ٗ اس کے اعمال اور طرزِ عمل ,پر بھی ہوگا۔ صفات صوفیا میں تقویٰ اور خشیت ژ*۔نی ، ٗ ٗ Đ اول کا درجہ رb ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں متعدد ژ*۔ رK نوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی ,ترغیب دی گئی ہے۔ ارشاد ژ*۔ری تعالیٰ ہے:

àÂ ;ºÖ]æ p^r ÷ŸÙ]ç] ç³Ž ì]æ Ü³Ó³ä]ç³Ï³iÙŒ^³ß³Ö] ^³ã] ^³ I M

ý å,³³Öæù (۱۳) (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی ۔پ اپنے بچے کے کام نہ آئے گا)۔

۲- ^³fÂ• ^³ä]• Ö] àä,, ÚçÖ•]]çÏi] Üóe... ý (۱۴) (اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرو)۔

۳- ^³ã] ^³Ö] àä,, ÚçÖ•]]çÏi] çÏi]æ ä*Ö] çÖçÎ]çÎ Ÿ ‰, ,] (۱۵) (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی *۔ت کہو)۔

اسی طرح قرآن حکیم میں متعدد مقامات ,پر]i³³Ï³ç] کے ذریعہ بندوں کے دل میں خشیت پیدا کرنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی نہ صرف تلقین کی گئی ہے بلکہ اس کی طرف واضح لفظوں میں اشارہ کیا H ہے۔ جو لوگ صا # تقویٰ ہو جاتے ہیں وہ اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں اسی لئے متعدد مقامات ,پر]á]Ö*ä ÷v g]ÖÛjÏnà اور]á]Ö×ä ÚÄ]ÖÛjÏnà جیسے الفاظ سے ان کی ستائش کی گئی ہے۔ تقویٰ کا تعلق ,۔ اِرا & متقیوں کے قلب سے ہے ، اس لئے* ,پ کیزگی قلب ,پر صوفیا خصوصی توجہ دیتے ہیں۔

صفائی قلب: صوفی کے صفات میں صفائی قلب C ,یدی شرط قرار دی گئی ہے۔ صفائی قلب کی یہ عظیم دو } بندہ کو اس وقت حاصل ہوتی ہے۔ # سالک کثرت مجاہدہ و ژ* ,یضت کے ذریعہ کدورت کو دور کر کے دل کو *۔لکل آئینہ بنا 8 ٗ ہے۔۔ # یہ کیفیت بندے کی

ہو جاتی ہے تو پھر انوارِ الٰہی اور تجلیات ژ. نی کی شعاعیں. اہ را & اس کے دل, پ منعکس ہونے لگتی ہیں۔ بخاری شریف میں ہے:

I ,ŠÊ]ƒ]æ ä×Ò ,Šr]xא' kvא']ƒ^³Ê èÃ³—³Ú ,³Šr³]o³Ê
(١٦) g×Ï]oâæ ä×Ò ,Šr] ,ŠÊ

جسم میں گوشت & کا اِیـ لوتھڑا ہے اَگر یہ ٹھیک ہے تو پورا جسم ٹھیک ہے اَگر یہ بگڑH یا تو سارا جسم بگڑH یا ،سن لو وہ دل ہے۔Kl نوں کو دv مخلوقات, پ جو شرف وفضیلت حاصل ہے اس کا L معرفت ژ. نی کے حصول کی صلا A ہے اور یہ معرفت یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچاننا، اس سے محبت کرنا ،اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ،اس کا قرب حاصل کرنا ، یہ & قلب کے کام ہیں *. قی تمام ا | ءقلب کے تابع اور اسکے خادم ہیں۔ درج*. لا حد$ سے معلوم ہوا کہ قلب بظاہر گوشت & کا اِیـ لوتھڑا ہے 1صوفیہ کے نزدیـ یہ اِیـ لطیفۂ روحانی ہے، یہی دراصل روح کی حقیقت ہے اور یہی Ñ کی*. طنی کیفیت بھی۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں قلب کی خصوصی اہمیت کو واضح کیاH یا ہے۔ارشا*. ری تعالیٰ ہے:

çâæ ÄÛŠ] oÏ] æ] g×³Î ä³³ á^³Ò à³Û³ ṗ†³Ò„³ Ô]ƒ o³Ê á]

• `,n (١٧) بے شک نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رr ہو* یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

قلب کی اس عظمت کا اعتراف امام احمد رضا فاضل.. wی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قرH. ن یا

ہلاکتِ نفس: دوسری صفت صوفی کی ہلاکتِ Ñ ہے۔ علماء نے Ñ کے متعدد معانی بتائے ہیں۔ لیکن صوفیاء نے جو Ñ کے معانی بتائے وہ ان سے قدرے مختلف ہیں۔ تمام ار*. ب طر g کا اس, پ اتفاق ہے کہ Ñ درحقیقت تمام شر اور.. ائی کا سرچشمہ ہے۔

اسی سے کمینہ خصلتیں اور. ے افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ افعال دوطرح کے ہوتے ہیں:
ا۔ معصیت(* . فرمانی) اور دوسرے کمینہ خصائل جیسے تکبر، حسد، بخل، غصہ اور کینہ وغیرہ۔
اس کے علاوہ وہ تمام* . تیں جو عقل اور شریعت کے . د ۔ مذموم اور رکیک ہیں، Ñ کے
اعمال+ ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کے نبیؐ کا مقصد بعثت بندوں کے Óں کا, . کیہ قرار* یـHـی۔
اسی تعلیمات t ی کی روشنی میں اڑ* . ب طر g بھی Ñ کی اصلاح کے لئے اپنی تمام "
صلاحیتیں صرف کرتے ہیں۔ وہ جا... ہیں کہ Ñ کی مخالفت تمام عبادتوں کی% اور مجاہدہ کی
اصل ہے۔ اس کے بغیر بندہ راہ حق نہیں* . پ سکتا۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

Ñ اور (۱۸) ṗæ^Ûö] oâ èß r ö] á^Ê ÿ ṗçãö] àÂ ‹ Ëßö] oãÞæ ý ۔ا
کو خواہش سے روکا، تو بے شک. A ہی ٹھکانہ ہے Ñ کا۔

Üu...^3Ú Ÿ] ðç³Šö^33e ÿ é...^3ÚÙŸ ‹ 33Ë³ß³Ÿ] á] t o³ŠËÞ p tÙæ] ^33Úæ– ۲
...o333e ý (۱۹) اور میں اپنے Ñ کو بے قصور نہیں بتا*- بے شک Ñ تو. ائی کا. ٹ احکم دینے
والا ہے 1 جس . پ میرا رب حکم کرے۔

اتباع سنت L: یہ صوفیا اور مشائخ کے یہاں لازمی% ہے۔ یہ ایسا وصف ہے کہ لاکھ
اس کی ذات سے حیرت انگیز کا* . موں کا صدور ہو لیکن اگر وہ متبع L نہیں تو وہ کسی حال
میں بھی صوفی نہیں ہوسکتا۔ اسی اتباع رسولؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سے محبت کی¶ نی قرار* ی
ہے۔ ارشا* . ری تعالیٰ ہے:

اے] (۲۰) ý ä¥ö] ÜÓffv oÞçÃfi^Ê ä¥³ö] áç³fv³i Ü³j ß³Ò á] Ø³Î –ا
رسولؐ] کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دو & ر p ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ] بھی] تم کو دو &
رکھے گا۔ اور اسی . پ بس نہیں بلکہ یہ بھی فرما* ی کہ جس نے نبیؐ کی اطا ; کی وہ میری اطا ;
کر چکا۔ ارشا* . ری تعالیٰ ہے: à³Ú ³_ Ä³ ,ÏÊ Ùç³‰†³ö] Å^>] ä¥ö] (۲۱) جس نے
رسولؐ کی اطا ; کی تو اس نے بیشک اللہ کی اطا ; کی۔ اسی وجہ سے صوفیائے کرام نے

خصوصیت کے ساتھ اتباع نبیؐ پر توجہ دی ہے۔ مشہور واقعہ ہے: حضرت جنید بغدادی کے

* پس کوئی شخص مر‡ی ہونے کی M سے H ی اور مسلسل ان کی* رگاہ میں ا ی ماہ قیام پ‡ذی رہا۔

. # وہ چلنے لگا تو حضرت جنید بغدادی نے اس سے آنے کا L دز* ی فت کیا۔ تو اس نے کہا

کہ میں تو ‡ ی تھا مر‡ی ہونے کی M سے 1 میں نے آپ کے ‡ رکوئی ایسی* بت نہیں دیکھی

جو مجھے متاث کر سکے۔ تو آپ نے فر‡ ی تم میرے* پس ا ی ماہ رہے ہو اس مدت میں تم نے

میرا کوئی عمل L کے خلاف دیکھا؟ اس نے کہا نہیں! اس طرح اگر صوفیائے کرام کی پوری

ز‡ گی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اپنی پوری ز‡ گی کس طرح اتباع L

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بسر کی ہے۔

ذِکرِ الٰہی: ذکرِ الٰہی صوفیائے کرام کی روحانی غذا ہے، اس کے بغیر ان حضرات کی

ز‡ گی کا تصور ممکن نہیں۔ قران حکیم میں متعدد ‡ ی ت درج ہیں جن میں کثرت ذکر کی ت‡غیب

دی گئی ہے۔ خواہ وہ ذکر جلی ہو* ی ذکر خفی تمام۔ سلاسل میں ذکر حق کے بغیر سالک کو تصوف کی

چاشنی ہر نہیں مل سکتی۔ قرآن حکیم میں ہے:

ا۔ ý æ[ƒÒ³†æ]0³#³ä Ò%n³‡] 0ßÂ×ÓÜ iËצv çá (۲۲) اور اللہ کو ک* ی د* ی دکرو

*** کہ فلاح* پ ؤ۔

۲۔ m³^ [mã³^Ü0³,,m³à •Üßç]]ƒÒ†æ]]0#ä ƒÒ‡] Ò%n†• Ÿ æÛÃv³ çå éÓ†é

æ] ‘ nØ| (۲۳) اے ایمان والو! اللہ کو بہت* ی دکرو اور صبح وشام اس کی* پ کی بولو۔

صوفیائے کرام کے ن د ی ذکر کثیر وہ ہے جو کسی حال میں فراموش نہ ہو۔ یہ ذکر

صوفیاء کی اصطلاح میں ''ذکر دوام'' اور* ی دداش & '' سے بھی متعارف ہے۔

۳۔ ý Ê³^ƒÒ†³æ]]0#ä Î^nÚ^æ Îçà]• æÂ×Ó qßçe ÜÓ ý (۲۴) تو اللہ کو

* ی دکرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر e ۔

جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور* ی دالٰہی میں ہمیشہ غرق رہتے ہیں ان کے لئے اللہ

تعالیٰ کی بڑ ی نعمتیں ہیں۔ارشا*دِ ب ری تعالیٰ ہے:

é†ËÇÚ Üã0 ä¥0] ‚Â] l]†Ò],,Ü0]æ]‡³n%Ò ä³¥³0] à³m†³Ò],,Ü0]æ ý -۴

æ]q³³‡] Â³ ¿n Û³^ (۳۵) اور اللہ کو &* ی ذکرنے والے او* ی ذکرنے والیاں ان & کے

لئے اللہ نے بخشش اور بڑ ا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اسی وجہ سے صوفیائے کرام نے اپنے آپ کو ہمیشہ* ی دِ الٰہی میں غرق رکھا اور ہمیشہ

ببا َ- دہل یہ اعلان کرتے رہے:

نہ کسی سے کام نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے

,ت ی ذکر سے، ت ی فکر، سے ت ی* ی د سے، ت ے*. م سے

مراقبہ: ذکرِ الٰہی میں صوفیائے کرام ذکر جلی اور ذکر خفی دونوں پ زور دیتے ہیں۔

البتہ بعض سلاسل کے مشائخ نے ذکر جلی اور بعض نے خفی کو مستحسن *. ہے۔ ذکر خفی کا ای-

طر i مراقبہ بھی ہے۔ مراقبہ کے ذریعہ: اکا تصور دل میں جمانے اور پھر اس کے ذریعہ د*

سے بیگانہ ہو جانے کا سلسلہ تمام مشائخ کے یہاں صدیوں سے ` آرہا ہے۔ اسی عمل کو

صوفیاء کی اصطلاح میں مراقبہ کہا جا*. ہے۔ مراقبہ کے لغوی معنیٰ او$ کی اَ دن پ سوار ہو کر

* ی رکی جا $ روانہ ہو*. ۔اصطلاح تصوف میں دو & کے حضور اَ دن جھکا دینے اور دو &

کو Ã میں ر p کو مراقبہ کہتے ہیں:

ہر خیال غیر حق رادزد داں

ایں * ی ضت سالکاں را فرض داں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ قرآنی * ی ت کے لفظ کے مفہوم

میں اس طرح ڈوب جا*. کہ سوائے اس کے کوئی بھی دھیان میں نہ رہے اور اس میں اصل

وہی حدی$ ہے جس میں اللہ کے نبیؐ نے فرما* ی ہے کہ احسان یہ ہے تو عبادت کرے اللہ کی

اس طرح کرے گو* ی کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اَ تو اسے نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھے

دیکھ رہا ہے۔قرآن حکیم کی متعدد آیت اور الفاظ ایسے ہیں جن پر مراقبہ کیا جا سکتا ہے۔مثلاً قرآن حکیم کے ان الفاظ ÜjßÒ à] Ü³Ó³Ã³Ú ç³âæ ‘ (۲۶) یعنی اللہ تمہارے ساتھ ہے، جہاں کہیں تم رہو۔اس کا تصور سالک کرے۔مراقبہ کرنے پر قرآن حکیم کی یہ آیت دال ہیں۔

ا- á] ²] Ò^á Â×ÓÜ …Îfn^ (۲۷) بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ب- ý æÒ³^á]³ö³ä Â³×³ö ÒØ • õå …Îfn^ (۲۸) اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔اور سورہ فجر کی یہ آیت $:

á] …e Ô ö³f³³^ö³Û³† ‘ ³^• (۲۹) بے شک تمہارے رب کی Ã سے کچھ غا $ نہیں،

صاف ظاہر کرتی ہے کہ حق تعالیٰ Kl نوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے 1 ان کے ہر ہر اعمال، افعال اور حرکات سے واقف ہے۔Kl ن کا کوئی عمل اور حر ! وسکون اس سے مخفی نہیں۔

وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود: صوفیائے کرام میں وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود دونوں Ã یئے کے حامل * پائے جاتے ہیں۔فلسفۂ وحدۃ الوجود کے مو . شیخ محی الدین ابن العربی ہیں . # کہ Ã یہ وحدۃ الشہود کے * . نی مجدد الف * نی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ بتائے جاتے ہیں۔

ا-]ö³ä çþ… ö³Šû³ç I æ]Ÿ… š ý (۳۰) اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

ب- Ê³^ß³Û³^ iç³ö]ç Êæ³Ü æqä]ö³ä (۳۱) تو تم . ھر منھ کرو ادھر وجہ اللہ (: اکی رحمت) تمہاری طرف متوجہ ہے۔ان دونوں آیتوں سے صوفیائے کرام وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور مخلوقات میں اللہ کی تجلی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

توکل *· م ہے اس احساس وشعور کا کہ اللہ تعالیٰ کو ز+ گی پر مکمل غلبہ واختیار حاصل

ہے اور زن+ گی کی ساری حرکات و i • ت اسی کے* بع ہیں *۔ لفاظ د V تمام امور اللہ کے سپرد کر دینے اور+ بیر و اختیار کی* ریکیوں سے* پ ک ہونے کو توکل کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے تین درجے بتائے ہیں:

پہلے درجہ کا* • م **توکل** ہے، دوسرے درجے کا* • م **تسلیم** اور تیسرے درجے کا* • م **تفویض** ہے۔ توکّل عوام، تسلیم خواص اور تفویض اخص الخواص کا وصف ہے۔ صوفیا اور مشائخ نے اسی لئے توکل پر* یدہ زور* یہ ہے۔(۳۲) صوفیائے کرام نے جو توکل اختیار کیا اور متوکلانہ زن+ گی بسر کی اس کی اصل قرآن حکیم کی یہ* یت ہیں، ارشا* ری تعالیٰ ہے:

ا- ý o³×³Âæ ä¥³ö] ØÒǭjn×Ê áçßÚçÛö] (۳۳) اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔

ب- ý ØÎ ofŠu ä¥ö] än×Â ØÒǭj ØÒǭjÛö] áç×ÒǭjÛö] (۳۴) کہہ دو اللہ مجھے بس ہے، بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں۔

پ- ý æÚ³àj³ǭÒØ Â×o ä¥ö] çãÊ ãfŠu ý (۳۵) اور جو اللہ پر توکل کرے تو اللہ اس کے لئے • ت کی راہ نکال دے گا۔

ث- æ]i³Ïç]ö¥ä½ æÂ³×³o ä³ö] Ên×jǭÒØ]öÛçÚßçá (۳۶) بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

<u>صبر و شکر</u>: مثل مشہور ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہو* ہے۔ یہ صرف مثل -- ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق حقیقت اور واقعیت سے بھی ہے۔ صوفیائے کرام* دم ز a بندگان حق کو صبر کی تعلیم اور تلقین کرتے رہے۔ حضرت مخدوم علاء الدین کلیری کو مسلسل صبر اختیار کرنے کی ہی C یدہ ''صا.'' کہا جا* ہے۔ صوفیائے کرام نے خود اس پر سختی سے عمل کیا اور اپنے مر± ین اور متوسلین کو اس پر سختی سے عمل کرنے کی* کید کی۔ ارشا* ری تعالیٰ ہے:

ا- ý á] ä¥ö] ÄÚ ö] ’ ^e†Ûàâ (۳۸) بے شک اللہ صا. وں کے ساتھ ہے۔

ب- ý]ç_e]… æ]æ†e^ ‘ æ]æ†f ‘]]çßÚ• àm„³ö] ^³ãm]Ü^³m (۳۹) اے
ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔
پ- ý]ÜÛ^ çmÊo]ö ’ ^e†æá]q†â Ü çÇn† uŠ^h (۴۰) صلى. وں ہی کو
ان کا ثواب بھرپور* دیا جائے گا، بے گنتی۔
ت- æ³Ü³Ûà ‘ f† æ ÆËã]Ûá öf Ô öÛÛà Â^Ý]ŸÚç… (۴۱) اور بے شک
جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔
قرآن حکیم میں ا- سو چار* یت ایسی ہیں جن میں کہیں صراحتہً اور کہیں کنایتہً
صبر کے تعلق سے گفتگو کی گئی ہے۔
توبہ استغفار: اصطلاح شرع میں ہر شرعی مذموم سے*۔ ز رہ کر شرعی محمود کی طرف
پلٹ آنے کا* م توبہ ہے اور لغوی اعتبار سے توبہ کے معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ صوفیائے
کرام کے یہاں ایسی توبہ جو) وفری$ کے شا> سے خالی ہو، بڑی اہمیت کی حامل ہے۔
قرآن حکیم میں ^³m]ã^³]Ü³öm„, àm •ÚßÇ]]içeç]]ö o] ö*ä içeç ’ ^uç ý (۴۲) اے
ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے) میں شا* اسی اہمیت کی
طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ کی طرف اس طرح رجوع کرو کہ وہ) وفری$
کے شا> سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے H ہوں سے توبہ کرنے والوں کا ذکر متعدد جگہ قرآن
حکیم میں کیا ہے:
ا- ý á] ö³*³ä m v g]öjÏ]ãe àm ý (۴۳) (بے شک اللہ پسند کر* ہے بہت
توبہ کرنے والوں کو)
ب۔ æ]á]‰j³Ç³Ë³†æ] …eÓÜ $Ü içeç]]öä ý (۴۴) (اور یہ کہ اپنے رب
سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو)
پ۔ æiçeç]ö o]ö*ä qÛn^]ä]öÛçßÚçá ÜÓ×Ü iËv×çá (۴۵) اور اللہ

کی طرف توبہ کرواے ایمان والوں & کے &*· کہ تم فلاح* پ ؤ۔

اس طرح قرآن حکیم میں ستاسی *آ یت ایسی ہیں جن میں مختلف+ از میں بندوں کو توبہ واستغفار کے ذریعہ حق کی جا$ رجوع کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

فقرودرویشی: صوفیائے کرام کی خاص پہچان، یک د* اور ماسوی اللہ بیزاری بھی رہی ہے*۔ رگاہ احد$ میں فقر کا ۔ امقام ہے۔ صاحبان فقر کو اللہ تعالیٰ نے خاص منز } و رحمت سے نوازا ہے۔ د*· گنج بخش ہجو یری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فقر و درویشی وہ ہے کہ اس کے* پ س کچھ نہ ہوا ور کوئی چیز اسے خلل+ از نہ کرے، ہ وہ اسباب د* کی موجودگی سے غنی ہوا ور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو، اسباب کا ہو*· نہ ہو*· دونوں اس کے فقر میں یکساں ہیں (۴۶)

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اسی فقر کو ''الفقر فخری'' سے تعبیر کیا ہے۔ بعض مستشرقین اور مخالف حضرات کا یہ کہنا کہ فقر و زہد کے جو عناصر صوفیہ میں* پ ئے جاتے ہیں وہ ¾ ₦ سے ماخوذ ہیں* لکل بے C یا اور لغو ہے۔ فقر و زہد کا اصل مصدر اسلام ہے نہ کہ ¾ ₦* مجو یے L ۔قرآن حکیم نے صاف لفظوں میں د* سے کم سے کم تعلق ر p کی تلقین کی ہے۔ ارشا* د ری تعالیٰ ہے:

†$^Ó iæ ÜÓßne †ì ^Ëiæ èßm‡æ çãÖæ g ÃÖ ^nþ ,Ü] éçñ vÖ] ^Û³þ]]ç³Û³x³Â]

oÊ]ÜÚç]æ Ü]æ Ÿ]æŸ• ý (۴۷) (جان لو د* کی ز+ گی تو بس کھیل کود اور آرائش ہے اور تمہارا آپس میں ۔ ائی مار*· اور مال اور اولاد میں ا یے دوسرے پ* ر* یدتی چاہنا۔

سورہ کہف کی آ $ نمبر ۴۵ اور سورہ فاطر کی آ $ نمبر ۵ میں اسی مفہوم کی وضا # موجود ہے، جس سے اس * ت کا عندیہ ملتا ہے کہ فقر و درویشی خالص اسلامی ہے، اس کی اصل کتاب و L ہے۔ صاحبان فقر کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر منز } سے نوازا ہے اس کی طرف قرآن حکیم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

š ...Ÿ] oÊ^ë† • áçÃn_jŠ Ÿ ä#ö] Ønf‰ oÊ]æ† ' u] àm,,ö]ö] † ÏË×ö

Œ^ßö] áç×ö³Š Ÿ ½ Üâ^ÛnŠe ÜãÊ†Ãi Ì ËÃjö] àÚ ð^nßÆ] Øa^ r ³ö] Ü³ãfŠ v³

]ö³v^³³Ê³^ ý (۴۸) (ان فقیروں کے لئے جوراہ : امیں روکے گئے ،زمین میں چل نہیں

h*٠ دان انہیں تونگر سمجھے نبچنے کے L توانہیں پہچان لے گا، لوگوں سے سوال نہیں کرتے

کہ اَ/ ٹ*٠ ,پ ٹ ے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پوری ز+ گی ان *یت کریمہ کی مکمل آئینہ دار

تھی، وہ امارت سے دور اور فقر سے قریِ$ تھے۔

محبت الٰہی: صوفیا اور مشائخ نے اپنی پوری ز+ گی محبت الٰہی میں بسر کی، ان کی ز+ گی

کی ساری ۔ وجہد مرضیٔ مولیٰ کے مطابق رہی۔ انہوں نے حصولِ *A یکسی د* وی جاہ

وجلال کے حصول کے لئے ر*یضت ومجاہدہ نہیں کیا، بلکہ ان کی ز+ گی کی -- ودو کا سارا

انحصار محبت الٰہی ,پ ہی تھا۔ جس عبادت و ر*یضت میں صدق وصفا شامل نہ ہو وہ قابل قبول

نہیں۔ وہی عبادتیں* رگاہِ الٰہی میں مقبول ہیں جو خالص محبت الٰہی کی C ی د,پ ہیں اسی لئے

صوفیاء ومشائخ نے ٹوٹ کر: اسے محبت کی جیسا کہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:æ[f Ò³³† [‰Ü

Ô æù æ‚jÚ³Ø]ö äi fjn Ø۱ ـ(۴۹) (اور اپنے رب کا* یم دکرو اور & سے ٹوٹ کر اسی

کے ہو رہو) اسی محبت الٰہی کا ۔ یہ تھا کہ ان صوفیا ومشائخ نے نہ اپنی فکر کی اور نہ اپنی اولاد کی

بلکہ د* سے منہ موڑ کر اسی کی فکر میں لگ گئے، جو & کی فکر p والا پ لنہار ہے۔ وہ ہمیشہ

ایسا ہی کام کرتے ہیں جو انہیں : ا-- پہنچائے وہ شہرت,پ گمنامی کو اور بھیڑ بھاڑ,پ خلوت

نشینی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مخلوق کی مدح وستائش انہیں ہرا٠ پسند نہیں آتی۔ صا # عوارف

المعارف فرماتے ہیں:

مودت ومحبت اور* ہمی الفت صوفیوں کے اخلاق کا ا- وصف ہے یعنی, ادرانہ

موافقت اور ترک مخالفت (۵۰) اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اصحاب

کرام کی اس طرح تعریف فرمائی ہے:[•³ ,] ð Â³x³o [ÛÔ³³ÈÙÓ³Ë³^... ...uÛ³^ð ne ãßÜ (۵۱)
کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

اصل کام وہی ہے جو اس کی محبت میں کیا جائے۔ ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری نے حضرت رابعہ بصریہ سے دریافت کیا کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت رابعہ نے جواب دیا:

میں اس کی عبادت جہنم کے ڈر سے نہیں کرتی، نہ جنت کی امید میں کرتی ہوں (۵۲) اگر میں ایسا کروں تو مجھ سے بڑھ کر بدبخت اور مزدور کون ہوگا میری عبادت کی بنیاد تو صرف یہ ہے کہ میں اپنے معبود سے محبت کرتی ہوں اسی کے شوق میں جیتی ہوں (۵۳)

حضرت رابعہ بصریہ کے اس خیال وفکر کی بنیاد قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ ہے۔
Ýçïe ä¾ö] oiª Í çŠÊ äßm• àÂ ÜÓßÚ , i†m àÚ]çß³Ú• à³m,,³ö] ^³ãm] ^³m
Ønf‰ oÊ áæ , a^ r m àm†Ê^Óö] o×Â é©Â] ànßÚçÛö] o×Â èÖf] äÞçfvæ Üãfvm
Ä‰]æ ä¾ö]æ ½ ð^Žm àÚ änìçm ä¾ö] Ø—³Ê Ô ö]f ½ ÜñŸ èÚçÖ áçÊ^ í mŸæ ä¾³ö]
ÜnÂ×(۵۴) (اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ جو اللہ کے پیارے اور اللہ ان کو پیارا ہوگا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے)۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے، یہی نفس اہل وعیال کے ساتھ اس طرح لگاؤ پیدا کرنے پر آمادہ ہو جائے کہ فرض کی پکار سے کان بند کر لے اور ترجیح دینے لگے۔ تو اہل وعیال کی محبت بھی اس شخص کے لئے ہلاکت خیز بن جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Üâæ…„ u^Ê ÜÓ]æ‚ Â ÜÒ•Ÿæ] æ ÜÓq]æ‡] àÚ á]]çßÚ• àm„‚] ^ãm]^m

(۵۵) اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو)۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ Ki ن اپنے دل سے اپنے اہل وعیال کی محبت محو کردے، بلکہ وہ اپنے خا‡ ان اور اہل وعیال کے ساتھ اس طرح محبت کرے جو اسے فرض کی ادائیگی سے نہ روکے۔ ارشاد* ری تعالیٰ ہے:

(تمہارے)(۵۶) Ün¿Â †q] å‚ ßÂ ä*]æ ½èßjÊ ÜÒ•Ÿæ]æ ÜÓ]çÚ] ^Ûÿ] اولاد اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں)۔

Ÿæ ÜÓ]çÚ] ÜÓã×i Ÿ]ç³ß³Ú• à³m„³] ^³ã]^³m: دوسری جگہ ارشاد ہو* ہے

(۵۷) áæ†‰^ í] Üâ Ô òæ^Ê Ô]ƒ ØÃËm à³Úæ ‹ ä*] †Òƒ àÂ ÜÒ•Ÿæ]

(اے ایمان والو! تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں)۔

ان تصریحات سے معلوم ہو* ہے کہ تصوف سراسر کتاب و Ł کی پیروی میں ہے۔ صوفیہ نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفسوں پ مجاہدہ کیا ہے، اس لئے اللہ نے انہیں ہدا $ دی ہے۔ (۵۸) ارشاد* ری تعالیٰ ہے äØ] á]âØ^Ãü]ãÞ^Öæ‚ãÞ]ÿ]æ

(۵۹) (اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے)۔ àÚ]Šv¹]ÛÖ]Ãº]

یہ تصوف کی چند مسائل ہیں جن پ صوفیاء کا سختی سے عمل ہے، انہیں ہم نے یہاں قرآنی * یت کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ تصوف کے وہ تمام امور جن پ صوفیاء کا عمل ہے، انہیں قرآن واحاد $ کی روشنی میں بیان کرنے کے لئے مختصر مقالہ نہیں بلکہ تفصیلی کتاب کی ضرورت ہے، بعض حضرات نے اس موضوع پ کام کیا ہے اور مستقبل میں بھی صوفیاء ومشائخ سے عقیدت ومحبت ر p والے اس اہم موضوع پ قلم اٹھا N گے۔

%ٰ میں علم وتصوف اور عقل وحق کے رابطہ کو واضح کرنے کے لئے عربی کے مندرجہ ذیل اشعار پیش: مت ہیں:

علـم التـصـوف عـلـم ليس يعرفة   اخـو فـطـنة بـالـحـق مـعـروف

وليـس يـعـرفة من ليـس يشهـده   وكيف يشهـد ضـوء الشمس مكتوف

علم تصوف وہ علم ہے جس کو وہی جان سکتا ہے جو صاحبِ عقل ہو اور حق کا دلدادہ ہو۔ جو اس کا مشاہدہ نہیں کر* ہے، وہ اسے ہرَا نہیں جان سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آفتاب کی روشنی کا مشاہدہ# ھا کیسے کر سکتا ہے؟

مصادر وماٰ خذ

۱-القرآن،البقرہ ۱۸۵

۲-ایضاً،البقرہ ۱۵۱

۳-بخاری شریف، جلد اول، حدیث$ نمبر۳۴

۴-شریف الحق امجدی؛ نہتہ القاری، جلد اول، ص۳۲۲، مطبوعہ دہلی، ۱۹۸۴ء

۵-القرآن،الذا*یت ۱۶

۶-ایضاً،لقمان ۲،۳،۴

۷-ولی اللہ دہلوی، ازالۃ الخفاء، جلد۲،ص۱۴۲

۸-القرآن،الاعلیٰ ۱۵

۹-ایضاً،لقمان ۱۴

۱۰-ایضاً،الرعد ۲۸

۱۱-ایضاً،ا%ب ۴۱

۱۲-غزالی، المنقذ من الظلال،ص۳۳، مطبوعہ قاہرہ، مصر

۱۳-القرآن،لقمان ۳۳

۱۴- ایضاً، الزمر ۱۰

۱۵- ایضاً، ال%0اب ۷۰

۱۶- بخاری شریف، کتاب الایمان، حد$ نمبر۴۴

۱۷- القرآن، ق ۳۷

۱۸- ایضاً، والنزعٰت ۴۰

۱۹- ایضاً، یوسف ۵۳

۲۰- ایضاً، آل عمران ۳۱

۲۱- ایضاً، النساء ۸۰

۲۲- ایضاً، الجمعہ ۱۰

۲۳- ایضاً، ال%0اب ۴۱، ۴۲

۲۴- ایضاً، النساء ۱۰۳

۲۵- ایضاً، ال%0اب ۳۵

۲۶- ایضاً، الحد± ۴

۲۷- ایضاً، النساء ۱

۲۸- ایضاً، ال%0اب ۵۲

۲۹- ایضاً، الفجر ۱۴

۳۰- ایضاً، النور ۳۵

۳۱- ایضاً، البقرہ ۱۱۵

۳۲- شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین، ص ۱۵۶

۳۳- القرآن، التغابن ۱۳

۳۴- ایضاً، الزمر ۳۰۸

۳۵- ایضاً، الطلاق ۳

٣٦- ایضاً، المائدہ ١١

٣٧- ایضاً، آل عمران ١٥٩

٣٨- ایضاً، البقرہ ١٥٣

٣٩- ایضاً، آل عمران ٢٠٠

٤٠- ایضاً، الزمر ١٠

٤١- ایضاً، الشوریٰ ٤٣

٤٢- ایضاً، التحریم ٨

٤٣- ایضاً، البقرۃ ٢٢٢

٤٤- ایضاً، ھود ٣

٤٥- ایضاً، النور ٣١

٤٦- شیخ علی ہجویری، کشف المحجوب، ص ٥١

٤٧- القرآن، الحدید ٢٠

٤٨- ایضاً، البقرہ ٢٧٣

٤٩- ایضاً، المزمل ٨

٥٠- ایضاً، الفتح ٢٩

٥١- شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، ص ٤٢٢

٥٢- حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جولوگ : اکی عبادت شوق [.A] میں کرتے ہیں تو اé عبادت %0انہ ہے، اور جولوگ ڈر کے عبادت بجالاتے ہیں، ان کی عبادت غلامانہ ہے۔ اور جو لوگ شکر نعمت کے طور پر عبادت کرتے ہیں، ان کی عبادت آزادوں کی سی ہے۔ [کلمات، ٢٣٠، نہج البلاغہ، احباب پبلشرس، لکھنؤ، ١٩٨٢۔] ایڈیٹر

٥٣- رK احمد جعفری، تاریخ تصوف اسلام، ص ١٦٢

٥٤- القرآن، المائدہ ٥٤

۵۵- ایضاً، التغابن ۱۴

۵۶- ایضاً ۱۵

۵۷- ایضاً، المنافقون ۹

۵۸- بیشک! اللہ سبحانہ نے اپنی* یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے، جس کے*. ﴿ وہ [امر و نواہی سے] بہرا ہونے کے بعد g لگے اور# ھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے۔ یکے بعد v ے ہر عہد اور O ء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں [حقائق و معارف کا] القاء کر* ہے اور ان کے عقلوں سے [الہامی] آوازوں کے ساتھ کلام کر* ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں سے بیداری کے نور سے [ہدای$ وبصیرت کے%اغ روشن کئے۔ وہ مخصوص* یدر p [کے قابل] دنوں کی* یاد دلاتے ہیں اور اس کی جلا } و.: رگی سے ڈراتے ہیں۔ وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔ حضرت علیؑ [نہج البلاغہ] خطبہ نمبر ۲۱۹۔#ڈیٹر

۵۹- ایضاً، العنکبوت ۶۹

حدی$ وسیرت اور قرآن

ڈاکٹر*- بش مہدی

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدا$ ورہنمائی کے لیے ہمیشہ اور ہر دور میں اپنے بندوں ہی میں سے بعض ایسی ,. اَ+ ہ ہستیوں کو مبعوث فر*ا جنہوں نے اپنے قول وعمل سے حق وصداقت کی راہ دکھائی۔ یہی وہ* پ ک و,. اَ+ ہ ہستیاں ہیں، جنہیں ہم نبی، رسول* پیغمبر کہتے ہیں۔ اللہ کے ان* پ کOں نے اپنی پوری ز+ گی اپنے اللہ کی مرضی اور حکم کے مطابق اَ: اری اور ان جھوٹے : اؤں کی : ائی کو ختم کرنے میں اپنی پوری قوت صرف کردی، جنہیں اپنے حقیقی خالق و مالک کو چھوڑ کر مسجود و معبود بنالیاH تھا۔ لیکن یہ بھی ا- حقیقت ہے کہ . # ہم ان ,. اَ+ ہ ہستیوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی*- ریخ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں یہی معلوم ہو*- ہے کہ ان کی ذات ,پ & سے ز* دہ ظلم و عدوان خود ان کے اپنے m ین ومتوسلین ہی نے کیے۔ انہوں نے ان کے لائے ہوئے دین ,پ اوہام و تخیلات کے اتنے دبیز ,پ دے ڈال دیئے کہ اس کی شکل وصورت اجنبی سی معلوم ہونے لگی۔ ان کی لائی ہوئی کتابوں اور صحیفوں میں اتنی تحریفیں اور من مانی - میمیں کر ڈالیں کہ دین اور صا # دین دونوں ہی پس منظر میں چلے گئے۔ یہاں -- کہ انہیں : اسمجھا جانے لگا۔ کسی نے : اتو نہیں لیکن : اکاC* ورکرلیا، کسی نے یہ عقیدہ بنالیا کہ : اان کے+ ر

حلول کیے ہوئے ہے۔اور کسی نے : اکو: اکے خانے میں ر p ہوئے ان,. رگ ہستیوں کواس کی: ائی میں آ دھے* یاس سے کچھ کم وبیش کا شر ۔ فرض کرلیا۔

د* کے تمام ہادیوں اور رہبروں کی* ریخ میں یہ خصوصیت صرف حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کو حاصل ہے کہ چودہ صد* یں/ َ ر جانے کے *. وجود آپ کی شخصیت اپنے حقیقی اور فطری ر َ۔ میں محفوظ ہے۔ورنہ K̈l ن کی عجوبہ پسندی سے یہ قطعی بعید نہ تھا کہ وہ اس عظیم ہستی کو بھی افسانے کا روپ د n: اکی: ائی اورالو : میں کسی نہ کسی عنوان سے شر ۔ وشامل کر دیتا۔لیکن اللہ تعالیٰ کو بعثت C ء کے سلسلے کو تمام و مکمل کر کے آ% میں ا ۔ ایسا ہی ہادی ورہنما مبعوث کر* منظور تھا، جو تمام K̈l نوں کے لیے ہمیشہ نمونہ عمل اور سر چشمہ رشد وہدا$ رہے۔اس نے اپنے آ%ی نبی ورسولؐ حضرت محمد بن عبداللہ کی ذات کو ان تمام مظالم میں سے بیشتر سے محفوظ رکھا، جو آپ سے پہلے کے C ء ورسل اور ہاد* ین ملت پ ہوتے رہے۔صحابہ کرامؓ* بعین J مؒ اور محدثین کبارؒ نے آپ کی L وسیرت کو محفوظ ر p کا ایسا عمدہ اور مستحکم اہتمام کیا کہ ہم چودہ صد* یں/ َ ر جانے کے بعد بھی صاف اور شفاف صورت میں اسے دیکھ h ہیں*. لکل اتنے ہی قر$ سے دیکھ h ہیں، جتنے قر$ سے کہ خود آپ کے عہد کے لوگ انہیں دیکھا کرتے تھے۔یہ بھی ا ۔ حقیقت ہے کہ ا/ یہ تمام ذخیرہ ختم ہو جائے اور: انخواستہ احاد$ وسیرت کا ا ۔ ورق بھی *. قی نہ رہے، . # بھی آپ کی شخصیت اور سیرت میں کسی قسم کی تبد ~نہیں واقع ہو سکتی۔اس لیے کہ قرآن حکیم میں ان تمام C دی سوالوں کا جواب موجود ہے، جو آپ کی شخصیت اور سیرت سے متعلق پیدا ہو h ہیں۔

قرآن حکیم پوری K̈l M کے لئے ا ۔ دستور+ گی ہے۔اس میں اللہ نے تمام K̈l نوں کی قیامت -- کی ہدا$ ورہú ئی کے لئے ضروری احکام واصول بیان فرمادیئے ہیں۔ یہ*. ت ہر مسلمان جا{ ہے کہ قرآن حکیم میں جو بھی احکام وقوا 2 بیان ہوتے ہیں،

وہ اس شریعت سے متعلق ہیں جو اللہ کے %0ی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی ہے۔اس کے تمام مواعظ وقصص اور ہدا$ وگم راہی کے واقعات صرف اور صرف شریعت محمدی کی حقا M کو اجا/ کرنے کے لیے ہیں * کہ ابنائے آدم کامل ایمان وایقان کے ساتھ آپ کی لائی ہوئی شریعت پ گام زن رہیں۔ نبیؐ کی پوری ز+ گی اور اس کے ہر قول وفعل سے اس حقیقت کا اثبات ہو* ہے کہ اللہ اپنی تمام صفات کے ساتھ موجود ہے۔اس نے جس طرح د* کی تخلیق کی اور جو کچھ اس د* میں ہے،ان & کی تخلیق کی۔ اسی نے Ki نوں کو]ÖÊ ØÂ^q ÖÊ]Ÿ… Š ìx Ën ëê کہہ کر خلق کیا۔اسی طرح اس نے د* میں رہنے اور بسنے والوں کے لیے قوا 2 وضوابط پ عمل وعدم عمل کے { ئج بھی بتائے۔یہ وہ قوا 2 وضوابط اور { ئج ہیں،جو اٹل ہیں۔ان میں کسی قسم کی تبد* یر دو+ ل ممکن نہیں۔

ہمیشہ Ki نوں -- اللہ کا پیغام دو ہی ذرائع سے پہنچا ہے: ا- ذریعہ اللہ کا کلام ہے اور دوسرا اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں اور رسولوں کی شخصیتیں۔یہ دونوں چیزیں اسلام کے لیے ہمیشہ لازم وملزوم رہی ہیں۔ان میں سے کسی کو کسی سے الگ کر کے Ki ن کو نہ تو کبھی دین کا فہم حاصل ہو سکا اور نہ اسے ایمان وہدا$ کی دو } ملی۔اللہ کی کتاب کو اللہ کے رسولؐ سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ا/ ایسا کیا H تو وہ ا- ایسی کشتی کے ما # ہو جائے گی، جس* اہل اور *- ڑی مسافر خود سمندر میں لیے پھر رہے ہوں،انہیں ساحل مقصود نہ مل رہا ہو۔اسی طرح نبیؐ کو کتاب اللہ سے الگ کر دینے سے نبیؐ کی شخصیت ا- معمہ ہو کر رہ جائے گی۔لوگ نہ تو : ا کو: ا سمجھیں گے اور رسولؐ کو رسولؐ۔آج Ki ن ا/ اسلام کا صحیح اور صا $ فہم حاصل کر سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں کہ وہ قرآن حکیم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و L سے سمجھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قرآن حکیم سے۔

قرآن حکیم * یت وعبارات اور احکام وقوا 2 کا ا- ذخیرہ ہے اور بسیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واقعات وحوادث،معا5 ت اور تعلیمات کا ا- مجموعہ۔آپ * یہ ہم

لغت اور تحقیق و تفحص کی مدد سے تفسیروں کا ml ر لگا h ہیں اور* ر [حقیقیت کا کمال دکھا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات، شخصیت، L ، سیرت اور زمانہ و عہد سے متعلق صحیح اور وسیع, ین معلومات کا ڈھیر تو لگا h ہیں، 1 دین کی روح -- ہماری رسائی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے کہ اس کا تعلق ان عبارات و واقعات سے نہیں بلکہ اس مقصد سے ہے جس کے لیے قرآن حکیم کو* زل کیا H اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جس کی علم, داری کے لیے مبعوث کیا H ۔اس مقصد کا تصور جتنا صحیح ہوگا، اتنا ہی قرآن اور سیرت و L کا فہم صحیح ہوگا، اور جتنا یہ تصور* قص ہوگا اتنا ہی ان دونوں کا فہم* قص ہوگا۔

قرآن حکیم نے K نی ز* گی کے ہر پہلو کو موضوع بحث بنا* یا ہے۔ اس میں اگر چہ بعض احکام و مسائل پوری % ئیات کے ساتھ ہیں، لیکن ز* یادہ احکام و مسائل میں کلیات* اصل روح کے بیان سے کام لیا H ہے۔ قرآن کا اپنا ا یک اسلوب ہے اور وہ اپنے اس اسلوب میں تمام کلام عرب میں منفرد و بے مثل ہے۔ اس کو سمجھنے اور اس کے احکام و مسائل کا فہم حاصل کرنے کے لیے تنہا عربی دانی کافی نہیں ہے۔ اسے محض لغت سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعلیم کی تشریح و* سیل کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا فرما* کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے افعال و اقوال اور سیرت و L سے قرآن کے احکام و مسائل کو واضح کریں اور اس کے مجملات و اصطلاحات کی صاف اور واضح تشریح کر کے اس مقصد کو عام کریں، جس کے لیے قرآن کا, ول ہوا ہے۔

چنانچہ ارشاد* ری تعالیٰ ہے:

[illegible]

[illegible] (النحل:۴۴)

”اور اب یہ ذکر (قرآن) تم پر* زل کیا ہے* کہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی توضیح و تشریح کرتے جاؤ، جو ان کے لیے* ری گئی ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

[illegible] (البقرۃ:۱۵۱)

''جس طرح ہم نے تمھیں میں سے رسول بھیجا، جو ہماری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب وحکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے، جن سے تم بے علم تھے''۔

قرآن حکیم نے یہ گواہی بھی دی:

[illegible] (النجم:۳،۴)

''اور وہ (حضرت محمد) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں، وہ تو صرف وہ بات کہتے ہیں جس کے لئے وحی اتاری جاتی ہے''

یہ بات بھی ہمیں اللہ نے ہی بتائی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع تمام انسانوں کے لیے لازم ہے۔ نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال میں ہمارے لیے ہدایت و رہنمائی ہے، بلکہ آپکے افعال واعمال بھی تمام انسانوں کے لیے ہدایت و رہنمائی کا سر چشمہ ہیں۔ یہ اقوال و اعمال وہی ہیں جنہیں ہم اپنی سیرت کی اصطلاح سے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[illegible] (الاحزاب:۲۱)

''یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بہ کثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔''

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و اخلاق پوری دنیا کے تمام انسانوں کے لیے ایک ایسا نمونہ ہے، جس کے بغیر محبت الٰہ کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن حکیم نے

بہت صاف اور واضح الفاظ میں فر*تا ہے:

(آل عمران:۳۱) ýè] ü6fü@ûä@ä:ü%] áæávô@üjûü@ä@û@

'(اے محمد) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رp ہوتو میری اتباع کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرu '۔

اسی سلسلۂ گفتگو میں مز+ی فر*تا ہے:

(آل àü6ô@ûg vôüÿ%] á@ä@ûæä@ü@ ù@%ô]æè]]çäô@%û@ü

عمران:۳۲)

'اے نبی کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں گے تو بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کر*'۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی تفسیر وتشریح کا فریضہ ایک ایسی مستند ومعتبر ہستی کو تفویض کیا، جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ربط میں رہی، جس کی تعلیمات وحی الٰہی پرF تھیں اور جس کے ہر قول وعمل میں بندوں کے لیے ہدا$ ورہنمائی کا سامان ہے۔ یہی وہ اقوال واعمال ہیں، جنہیں ہم حد$*ی Ł کہتے ہیں۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آ%ی رسول ہیں۔ آپ کا ہر قول وعمل اسلامی اصطلاح کے مطابق Ł حد$ ہے۔ حد$ ایک ایسی میزان ہے، جس میں ہر عہد کے مصلحین ومجددین کو، ان کے اعمال وعقا+ کو اور ان کے رجحا ت وخیالات کو تولا اور پرکھا جا سکتا ہے، اور امت مسلمہ کے طویل* ر] وعالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات و انحرافات سے واقفیت حاصل ہوسکتی ہے۔

Kı ن کے اعمال و اخلاق میں کامل اعتدال وتوازن قرآن وحد$ کو بیک وقت پیش Ã رکھے بغیر نہیں پیدا ہوسکتا۔ حد$ Kı ن وقرآن اور خالق کے درمیان کی کڑی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پوری Kı M کے لئے اصولی قانون قرآن حکیم ہی میں

ہیں، لیکن یہ اصولی قانونِ ؒ قرآن ہمارے ؒ پس بہ راہ را & نہیں ؔ۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ؔ%ی رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بھیجا اور آپ ہی کو درمیان کا واسطہ بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس الٰہی قانون کو اپنی اور اپنی امت کی ؔ گی میں جاری وٗ فذ کر کے ؔ گی اَ ارنے کا ا- نمونہ پیش فرما N اور اپنی : اداد بصیرت سے K نوں کے لیے وہ طر j متعین کریں جن کے مطابق اس اصولی قانون کو K ن کے Đ ادی واجتماعی معا5 ت ومسائل میں جاری وٗ فذ ہو چاہیے۔ حد $ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کتاب اللہ کی تفسیر اول اور اللہ تعالیٰ کی منشا ومراد کی شارح اکبر ہے۔ اسی لیے حد $ کی حفاظت میں امت کے. اَ ہ حضرات نے. ی مستعدی سے کام لیا ہے۔ حفاظت حد $ کے سلسلہ کی یہ مستعدی جہاں بہ جاے خود اس مبارک ذخیرے کی حفاظت اور مرادات ومنشائے ؔ نی کے صحیح تعین کا ذریعہ بنی، وہیں اس کوشش اور ؔ- ودو نے اس کو p اور اسے محفوظ ر p کے لیے ا- معیار بھی فن اسماء الرجال کی صورت میں ؔ- شا اسی لیے بعض ا ب علم نے کہا ہے کہ کسی بھی امت نے اپنی آسمانی کتاب کی وہ حفاظت نہیں کی، جو امت محمد یہ نے اپنے پیغمبرؐ کے کلام کی کی ہے۔

اَ ہم قرآن اور صا # قرآن کی سیرت پ غور کریں تو ؔ ازہ ہو ہے کہ قرآن حکیم کی دوسری خصوصیتوں کے ساتھ اس کا یہ بھی ا- . ا اعجاز ہے کہ اسکے پیغام کی صداقت اور سچائی اس کے لانے والے کی ؔ گی کے ا- ا- عمل سے $ ہوتی ہے۔ اس وقت د* میں اسلام کے علاوہ کوئی بھی دوسرا دین یہ مذہب ایسا نہیں جو اپنے لانے والے کی ؔ گی کے اعمال وافعال کے اعتبار سے بھی کھرا ؔ ہو۔ قرآن نے کہا ہے:

ý Ðù Ôü ÓÂ ÔÂ ÕÂ ö]â (الجاثیہ:۲۹)

'یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے ؔ رے میں سچ بول رہی ہے'

قرآن کے علاوہ جتنی بھی آسمانی کتابیں موجودہ ہیں، وہ ان تفصیلات اور احکمات کو اتنا نہیں پیش کرتی ہیں جتنا کہ Kا ن کو ضرورت ہے۔ اسی طرح جن پر* زل ہو N ان کا ذکر بھی ۔ اَ کہیں ان کے لانے والے کے وجود کا ذکر ہے بھی تو مجہول* یے مبہم + از میں۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ دین اسلام میں* یے فہم قرآن کے لیے نبی آ%حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیے$ ، Ł وسیرت کوC دی اہمیت حاصل ہے۔ اس ذخیرے سے رابطہ اور اس کے فہم وادراک کے بغیر نہ تو فہم قرآن حاصل ہوسکتا ہے اور نہ اس کے احکام پر صحیح طور پر عمل ہی ممکن ہے۔ حدیے$ اور Ł کا یہی وہ* ہمی ربط ہے، جس کی بنا پر صحابہ کرامؓ*: بعین ک م اور بعد کے محدثین وعلماء نے اس ذخیرے کی اپنی جانوں سے* یے دہ حفاظت کر کے، اسے آئندہ نسلوں -- پہنچایے۔ انہیں کی* قابل فراموش کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ جہاں جہاں قرآن پہنچا، وہاں وہاں حدیے$ پہنچی اور . # -- قرآن کی : مت ہوتی رہیگی، حدیے$ کی : مت بھی جاری رہے گی۔